كيف نفهم

التوحيد

توحید

ہم کیسے سمجھیں؟

مؤلف :

محمد بن احمد باشمیل رحمہ اللہ

ترجمہ :

عبدالمجید بن عبدالوہاب المدنی

ناشر:

ا لمكتب التعاونى للدعوة والإر شاد وتوعية الجاليات بالعيون

الأحساء-العيون-شارع عمر بن الخطاب ص٠ ب: ٢٠٧٧٩

الرمز البريدى٣١٩٨٢- هاتف: ٥٣٤١٠٠٤ -فاكس: ٠٣٥٣٤٢٣٠٠

توحیدکوہم کیسے سمجھیں

ⓗ **مكتب الدعوة والإر شاد وتوعية الجاليات بالعيون ١٤٢٦هـ**

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

باشميل ، محمد بن احمد

كيف نفهم التوحيد / بالغة الاردية/ محمد بن احمد باشميل

ترجمه عبد المجيدبن عبد الوهاب المدنى - العيون، ١٤٢٦هـ

١١١ص؛ ١٢ × ١٧سم

ردمك: ٩٩٦٠-٤٩-٥٣١-٠

١-التوحيد أ٠ **المدنى .عبد المجيدبن عبد الوهاب (مترجم)**

ب-العنوان

ديوى ٢٤٠ ١٤٢٦/٥٥٥٢

رقم الإيداع: **١٤٢٦/٥٥٥٢**

ردمک: **٩٩٦٠-٤٩-٥٣١-٠**

فہرست

تقدیم

شیخ محمد بن احمد باشمیل رحمہ اللہ، اسلامی موضوعات پر اپنی مختصر، جامع، سادہ اور عام فہم کتاب وسنت پر مبنی تحریروں کے لئے عالم عرب کے علمی، دینی اور دعوتی حلقوں میں خاصے معروف ہیں۔

زیر نظر رسالہ بھی عربی زبان میں شیخ موصوف نے توحید کی حقیقت کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے سوال وجواب کے حسین اور دلکش پیرائے میں مدلل انداز سے قلم بند فرمایا ہے جسے میں نے امت کے فائدے کی خاطر اردو قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

بلاشبہ کسی زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ایک مشکل امر ہے لیکن اجر وثواب کی امید میں یہ ایک کوشش ہے اگر اس میں قارئین کرام کو کسی مقام پر کوئی سقم نظر آئے تو از راہ خیر خواہی خاکسار کو آگاہ فرمائیں تاکہ اس کی تلافی کی جاسکے کمال صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

ترجمہ کتاب کے بارے میں اپنے ان مخلص اور کرم فرما دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مراجعہ یا اشاعت میں کسی بھی قسم کا حصہ لیا (فجزاہم اللہ احسن الجزاء)

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اس کے فوائد کو عموم ودوام بخشے اور اس کو میرے لئے اور میرے والدین اساتذہ واحباب سب کے لئے سامان آخرت وذریعہ مغفرت بنائے۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك انت التواب الرحيم

طالب خیر:
عبدالمجید بن عبدالوہاب مدنی
داعی عیون اسلامک سینٹر - سعودی عرب
موبائل: 00966-0508944036

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ المؤلف:

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين

حمد وصلاۃ کے بعد: عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تخلیق نیز رسولوں کو مبعوث فقط اس لئے فرمایا کہ سارے کے سارے بندگی صرف اسی کی کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (١)

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

لیکن یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ عام طور سے جاہل مسلمان عبادت کا حقیقی معنیٰ اور مفہوم نہیں سمجھتے اور اسی نادانی کی وجہ سے عبادت کی بعض قسموں کو غیر اللہ کیلئے انجام دیکر شرک اکبر کر بیٹھتے ہیں جو اسلام سے ان کی علٰحدگی کا سبب بنتا ہے۔

اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب وہ قبروں میں مدفون انبیاء، اولیاء اور صالحین کو عاجزی، انکساری کے ساتھ پکارتے ہیں، اور ان سے دعا اور فریاد کرتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح

(١) الذاریات: ٥٦ آیت کریمہ میں عبادت سے مراد توحید کا اقرار ہے۔

کرتے ہیں اور ان کے لئے نذر و منت مانتے ہیں اور جس طرح کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے اسی طرح تعظیم واحترام سے ان بزرگوں کی قبروں اور تابوتوں کا طواف کرتے ہیں ، یہی سارے کام تو عبادت ہیں اور یہی شرک اکبر ہے گرچہ ان کا نام بدل کر عبادت کے بجائے تبرک اور وسیلہ کا نام ہی کیوں نہ دے دیا ہو۔

ان اعمال کو انجام دینے والے اگر جاہل عوام اور عبادت کے حقیقی معنیٰ اور مفہوم سے ناواقف لوگ ہوں تو اپنی جہالت کی وجہ سے کسی حد تک معذور ہو سکتے ہیں لیکن ان عالموں کا عذر اور بہانہ کیا ہوگا جو عبادت کے حقیقی معنیٰ اور مفہوم سے باخبر ہیں؟ اور جو پورے وثوق کے ساتھ اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ جاہل عوام جن شرکیہ اعمال وافعال اور افکار و خیالات کو دین سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں وہ شرک اکبر ہے اور اس کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اس کے باوجود وہ فتوے صادر کرتے رہتے ہیں کہ اس قسم کے سبھی اعمال جائز وسیلہ ہیں اور انبیاء، اولیاء، صالحین اور بزرگان دین سے محبت اور ان سے لگاؤ کا مظہر ہیں؟؟•

مزید برآں قدوۃ اور نمونہ سمجھے جانے والے یہ علماء اپنے معتقدین اور پیروکاروں میں شرک کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے بالخصوص میلادوں اور سالانہ عرسوں وغیرہ جیسے من گھڑت مواقع پر خود بھی شرکیہ کام انجام دیتے ہیں۔

کیا یہ علماء جو حق کو چھپاتے اور کفر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں انہیں کچھ بھی اللہ کا خوف نہیں ہے؟ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ چند ٹکوں یا جھوٹی عزت وخودنمائی اور داد و دہش کی خاطر خود بھی ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور عوام کو بھی لت پت کئے رہتے ہیں۔ بلا شبہ اس قسم کے

علماء خود گمراہ ہیں اور وہ دوسروں کو بھی گمراہی میں مبتلا کرنے والے ہیں اس قسم کے علماء کو اللہ کا خوف کھانا چاہئے اور چند سکّوں یا معمولی منصب کی لالچ میں آ کر اس قسم کے غیر شرعی اعمال اور رسومات کو رواج دینے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ یہ چیزیں فانی ہیں اور یہیں پر ختم ہو جائیں گی۔

محترم قارئین: چونکہ میں ان چند افراد میں سے ایک ہوں جو عالم اسلام کے مختلف کونوں میں بھیانک شکل میں شرک اکبر کے پھیلنے اور منتشر ہونے کی خوفناک حقیقت اور اسباب سے آگاہ ہیں بنا بریں میں نے اس سلسلے میں اللہ سے استخارہ کیا اور اس پر توکل کرتے ہوئے [توحید کو ہم کیسے سمجھیں] نامی اس رسالہ کی تالیف کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس بات کی امید کرتے ہوئے کہ وہ ناچیز کی اس کوشش کو قبول فرمالے۔ اور اس کتابچہ کو اپنے ان بندوں کے لئے نفع بخش بنادے جو جہالت اور لاعلمی یا پھر ہٹ دھرمی کی وجہ سے راہ حق سے دور جا پڑے ہیں۔

عقیدت کیش کی جانب سے ان لوگوں کو شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور توحید کی طرف لانے کی یہ ایک ادنیٰ کوشش ہے جنھیں اللہ اس سے نکالنا چاہے وہ کتنا اچھا کارساز اور کیا ہی بہتر مددگار ہے۔

عنقریب اسلام کا کڑا ایک ایک کر کے ٹوٹ جائے گا جب اسلام میں ایسا شخص جنم لے گا جو جاہلیت کی حقیقت کو نہیں پہچانے گا۔

(عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

وہ کافی حد تک دین دار شخص تھا' انتہائی پروقار اور نرم خو ہونے کے باوجود حد درجہ صاف گو اور مخلص بھی تھا۔ میں ہمیشہ اس کی باتوں سے متفق رہتا اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہتا سوائے ایک پہلو کے اور یہ تھا مردوں کے وسیلے اختیار کرنا' انہیں پکارنا اور اللہ کو چھوڑ کر ان سے فریاد کرنا اور ان کے لئے جانور ذبح کرنا اور نذر ماننا۔

یہ مسائل ہم دونوں کے درمیان تکرار کا سبب اور بحث ومباحثہ کی وجہ ہوا کرتے تھے۔
دوران گفتگو اور نقاش اس کی باتوں سے یہی ظاہر ہوتا کہ وہ بھی دیگر لوگوں کی طرح (علماء سوء) ان ساری چیزوں کو اگر مستحب نہیں تو کم از کم جائز ضرور سمجھتا ہے۔

ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا کہ: آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں پکارتا اور نہ ہی اللہ تک پہونچنے کے لئے اپنے اچھے اعمال کے علاوہ کسی اور چیز کا وسیلہ طلب کرتا۔
میں نے اس سے جواباً عرض کیا جی ہاں: جناب مجھے معلوم ہے اور اسی ناطے تو آپ کے سلسلے میں میرے یہاں ایک کسک پیدا ہوئی اور مجھے آپ کے اندر خیر کے آثار دکھائی دینے لگے کیونکہ آپ جیسے دانشمند آدمی کے لئے لازم اور ضروری ہے کہ اس طرح کی حماقتوں کے برے نتائج آپ کی نظروں سے اوجھل نہ رہیں جن کا ارتکاب قبروں اور آستانوں کی تجارت کرنے والے مجاور اور ان کی بھینٹ چڑھنے والے مغفل لوگ کرتے ہیں۔

کیا اللہ کے سوا اولیاء کو پکارنا کفر ہے؟

اس نے کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے بارہا آپ سے عرض

کیا ہے میں اب تک اس بات کو ہضم نہیں کر سکا اور نہ ہی یہ بات اب تک میری حلق سے نیچے اتر رہی ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کو پکارنا ان سے فریاد کرنا خاص طور پر انبیاءؑ اولیاء اور بزرگان دین سے استغاثہ یا فریاد کرنا ایسا شرک ہے کہ اس کا کرنے والا دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جبکہ مرے ہوئے لوگوں کو پکارنے والے اور وسیلہ بنانے والے ان کو نفع ونقصان‘ تخلیق وایجاد اور موت وزندگی وغیرہ میں سے کسی ایسی چیز پر قادر نہیں مانتے جسکی طاقت صرف اللہ کے پاس ہے۔

یوں تو ہم دونوں کے درمیان متعدد بار اس بارے میں علمی مناقشہ اور تبادلہ خیال تو ضرور ہوا لیکن انتہائی مختصر اور سرسری ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو قانع نہ کیا جا سکا۔

ایک بار اس نے مجھ سے کہا: کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے کہ ہم دونوں موضوع کو تحقیقی شکل دیں اور اس کے ہر پہلو پر کھل کر تفصیلی گفتگو کریں تا کہ کوئی گوشہ تشنہ نہ رہ جائے۔ ہاں مگر اس شرط کے ساتھ کہ دوران گفتگو ہم دونوں اپنے جذبات ومیلانات پر قابو رکھیں گے اور اس سے کنارہ کش رہیں گے اس لئے کہ اکثر لوگ اکڑ اور نفس پسندی ہی کی وجہ سے سیدھے راستہ سے بھٹک جاتے ہیں؟

میں نے اسے جواب دیا کہ اللہ کی قسم اسی لمحہ کی تو میں نے بار بار تمنا کی تھی میری تو شدید خواہش ہے کہ میں آپ کے سامنے ان حقائق کو واشگاف کروں جن کے بارے میں آپ متردد اور حیران دکھائی دیتے ہیں، میں تو آپ کے ساتھ مسئلہ کی تہ میں جا کر بحث اور مناقشہ کو اپنے لئے سعادت اور خوش نصیبی سمجھوں گا۔

اس نے کہا بہت خوب اور پھر یوں گویا ہوا: کہ صراحت کے ساتھ آپ یہ بتائیں کہ بعینہ

اس مسئلہ کے تعلق سے آپ کا اٹل موقف کیا ہے؟ اور وہ واضح نصوص اور قطعی دلائل کیا ہیں جن کی بنیاد پر آپ ایسے لوگوں کو کافر اور دین وملت سے خارج قرار دیتے ہیں جو مُردوں اور خاص طور پر انبیاء اور صالحین یا بزرگان دین وغیرہ سے دعا اور پکار کو جائز اور درست سمجھتے ہیں یا ان کے نام کی نذر اور منت مانتے اور جانور وغیرہ ذبح کرتے ہیں۔؟؟

میں نے جواباً عرض کیا کہ اس سلسلے میں ہمارا موقف کوئی نیا نہیں ہے اور نہ ہی یہ میرا اپنا گھڑا ہوا نظریہ ہے بلکہ اللہ کی کتاب کے عین موافق ہے اور ہمارا ہر حکم اور فیصلہ بھی اسی کتاب حکیم کے تابع ہے جو کہ رہتی دنیا تک باقی رہنے والی اور لاریب کتاب ہے جس کے نا آگے سے باطل کا گزر ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ گویا ان قبوریوں کے بارے میں کفر یا شرک کا فیصلہ ہماری من مانی نہیں بلکہ یہ فیصلہ اللہ کی کتاب کا ہے۔

وہ پہلے ہی کی طرح وقار کو برقرار رکھتے ہوئے مجھ سے یوں گویا ہوا کہ اس گول مال بات کی تکرار کا کوئی فائدہ نہیں انہیں تو ہم بارہا آپ سے سن چکے ہیں اور ان کی حیثیت میری نگاہ میں مجرد ایک ایسے دعویٰ کی ہے جس کے پیچھے کوئی ثبوت نہ ہو اور یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل کے قابل قبول نہیں ہوتا، ہم تو آپ سے اس سلسلے میں واضح اور صریح دلیلوں کو سننا چاہتے ہیں جو سننے والے کو قانع کر دیں؟!

موضوع بڑا ہی اہم اور پیچیدہ ہے‘ اور اس سلسلے میں جلد بازی اور بغیر کسی چھان بین کے ایک مسلمان کی تکفیر انتہائی غیر منصفانہ قدم ہے اور یاد رہے کہ آپ لوگوں کی اسی روش نے مسلم قوم کے درمیان انتہائی سیاہ اور تاریک فتنہ کو جنم دیا ہے جس کے اندر یہ امت روز بروز ڈوبتی جا رہی ہے اور اس سے چھٹکارا پانا آج تک ممکن نہ ہو سکا۔

قبر پرستوں کی حقیقت سے چشم پوشی:

میں نے اس سے جوابا عرض کیا کہ دراصل آپ لوگ بڑے بڑے گمراہ کن پرو پیگنڈوں سے متأثر ہیں اوراسی چیز نے آپ لوگوں کی صحیح سوچ اورفکر کی صلاحیتوں پر قدغن لگا دیا ہے جس کی وجہ سے آپ لوگ ہمارے بارے میں نہ جانے کن کن باطل خیالات اور بدگمانیوں کے شکار ہیں۔

بہرحال آپ لوگ اپنی سوچ میں آزاد ہیں جو چاہیں اور جس طرح چاہیں سوچیں چنانچہ ہماری دعوتی جدوجہد جو کیا ہے یا کر رہے ہیں اس کو فتنہ کا نام دیں یا اسے لاپروائی سے تعبیر کریں یا جلد بازی کہیں یا کسی اور نام سے پکاریں جو آپ کو ہمارے لئے سب سے زیادہ پسند آئے ،مگر یاد رہے کہ آپ لوگوں کی ان تہمتوں سے اس واضح حقیقت میں کوئی فرق پڑنے والا نہیں ہے ہم تو کتاب وسنت کے پیروکار ہیں ہم نے اللہ کی کتاب کو اس کے حکم کے عین مطابق سمجھنے اور غور وفکر کی ٹھانی ہے لہٰذا ہم اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھنے میں فکر ریزی اسی طرز پر کرتے ہیں جیسا کہ اللہ نے حکم دے رکھا ہے۔

لہٰذا ہم نے دیکھا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے جو اوصاف اور صفات بیان کئے ہیں بعینہ وہی اوصاف اور علامات آج کے قبر پرستوں پر فٹ ہوتے ہیں جو کہ مردوں سے فریاد کرتے ہیں ان سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں اور مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں ان سے گڑگڑاتے ہیں، نیاز اور قربانی جو اللہ کے لئے خاص ہے اس کو مرے ہوئے لوگوں کے نام پر پیش کر کے اللہ کے ساتھ شرک جیسے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو ہم نے امت مسلمہ کو معاملہ کی خطرناکی سے آگاہ کرنے اور ان کے لئے حقائق کو بیان کرنے میں ذرا بھی پس وپیش نہ کیا اور بغیر

کسی سے خوف کھائے ہوئے ہمارے علم نے ہمیں جس نتیجہ تک پہونچایا تھا دوٹوک انداز میں اس کا اعلان کر دیا تاکہ لوگ معاملہ کی سنگینی سے آگاہ ہو سکیں۔اور اسے مکابرین کی پیٹھوں پر دے مارا قطعا اس کی کوئی پرواہ کئے بغیر کہ لوگ ہم سے ناراض ہوں گے یا خوش کیونکہ لوگوں کی رضامندی یا ناراضگی حق اور باطل کے پہچاننے کا معیار نہ کبھی رہا ہے اور نہ ہوگا۔

مشرکوں اور قبر پرستوں کا شبہ اور اس کا رد:

رہی بات ہماری ان باتوں پر دلیل کی جو ہم کہتے ہیں اور جسے اس مسئلہ میں ہم اللہ سے تقرب کا ذریعہ بھی سمجھتے ہیں تو اس سلسلے میں مندرجہ ذیل تفصیلات پیش خدمت ہیں جسے بغور سماعت فرمائیں:

ا۔تمہارا یہ خیال ہے کہ کہ مردوں کو پکارنا یا ان سے فریاد کرنا ان کے نام کی منت مان کر اور جانور ذبح کر کے قرب حاصل کرنا یہ سارے کام محض اس لئے انجام دیئے جاتے ہیں تاکہ یہ ہمارے لئے اللہ کی جناب میں سفارشی اور واسطے بن جائیں یہ سارے کے سارے کام تمہاری رائے کے مطابق کفر اور شرک کے دائرے میں نہیں آتے کیونکہ ان بزرگوں کے بارے میں اس قسم کا اعتقاد رکھنے والوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ لوگ از خود اپنے لئے کسی نفع یا نقصان کے مالک ہیں انکا تو اللہ کی ذات پر کامل ایمان ہوتا ہے کہ وہی ان کا حقیقی پالنہار ہے اس کے علاوہ نہ تو کوئی خالق ہے اور نہ مالک اور نہ ہی روزی رساں اور نہ ہی موت وزندگی بخشنے والا ان سب چیزوں کا اختیار تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

لیکن امر واقع یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ بالکل باطل نظریہ ہے اور اس قسم کی کوئی بھی گنجائش فساد کا سبب اور اسلام کے مسلمہ اصول کے مکمل خلاف ہے درج ذیل نکات سے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ

انبیاء کا اپنے زمانہ کے مشرکین سے ٹکراؤ کی حقیقت:

انبیاء بالخصوص ہمارے نبی محمد ﷺ کا اپنے زمانہ کے مشرکین سے اختلاف کی اصل وجہ کیا تھی؟ اس حقیقت کا سراغ لگانے والا آسانی اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ اس کی اصل وجہ یہ نہ تھی کہ وہ لوگ سرے ہی سے اللہ کے وجود کے منکر تھے یا ان کا اللہ کی ذات پر کامل ایمان نہیں تھا یا وہ اللہ جل شأنہ کے ہاتھ میں دنیا جہان کی بادشاہت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کا سبب ان کا یہ اعتقاد تھا کہ جن معبودوں کو وہ اللہ کے علاوہ شدائد اور مشکلات میں پکارتے تھے وہ از خود کسی کو نفع پہونچانے یا کسی آئی ہوئی مصیبت اور پریشانی کو ٹالنے میں اللہ کے شریک ہیں بلکہ یہ ساری باتیں تو ان میں سے کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں گزریں اور نہ ہی ان میں سے کسی نے قطعا اس طرح کا کوئی عقیدہ رکھا۔

مشرکین کا اللہ کی ذات پر ایمان:

اللہ کے وجود پر مشرکین کا ایمان پختہ تھا وہ توحید ربوبیت کے پوری طرح قائل تھے ان کے یہاں یہ تصور اور اعتقاد موجود تھا کہ اللہ ہی ان کا رب ہے اور وہی سارے جہان کا پالنہار ہے اور جن معبودوں یا نبیوں کو وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے بعض مخلوق اور اس کے عاجز بندے ہیں جو از خود کسی نفع اور ضرر کے مالک نہیں ہیں، نفع اور نقصان، موت اور زندگی صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالی کے اختیار اور بس میں ہے کسی بھی مخلوق کا ان معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

یہ تھا وہ ایمان اور عقیدہ جو زمانہ قدیم کے مشرکوں کا اپنے رب کے بارے میں تھا، وہ

توحید ربوبیت کو اس طور پر تسلیم کرتے تھے کہ آج کے دور کے اولیاء پرست قبوریوں کی توحید گئی گزری نکلی، آج کے قبر پرست اولیاء کے بندے ہیں جو قبر میں آرام فرما اپنے مردہ اولیاء کی خدمت میں پریشانی کی گھڑی میں روتے، گڑگڑاتے، مدد مانگتے، فریاد کرتے حاضر ہوتے ہیں برعکس پہلے کے مشرکوں کے کہ وہ لوگ سکھ میں چین میں آرام میں اللہ کے ساتھ بتوں اور اسٹیچوؤں کی شکل میں موجود اولیاء میں سے اپنے معبودوں کو بھی پکارتے تھے لیکن جب ان پر کوئی تنگی، پریشانی، سخت قسم کی مصیبت آتی تھی تو وہ صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی طرف مڑتے تھے اور بتوں کو بھول کر اللہ کو پکارتے تھے۔

یہ ساری باتیں سن کر میرا ساتھی تلملا اٹھا اور بظاہر احتجاج کرتے ہوئے عجیب وغریب انداز میں گویا ہوا: تم عجیب وغریب بات کر رہے ہو ایسا نہیں ہے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ابوجہل اور ابولہب کا توحید ربوبیت کے سلسلے میں عقیدہ:

ابوجہل اور ابولہب اور اس کے پیروکار دیگر مشرکین کا بھی اللہ کی ذات پر ایمان تھا وہ اللہ کی ربوبیت میں صد فیصد اس کی توحید کے قائل تھے وہ اللہ تبارک وتعالی ہی کو خالق، رازق، نفع اور نقصان کا مالک، مارنے اور جلانے والا تسلیم کرتے تھے ان میں سے کسی بھی چیز میں وہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو ذرہ برابر بھی شریک نہیں کرتے تھے!

انتہائی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ ابوجہل اور ابولھب موجودہ دور کے ان مسلمانوں سے از روئے ایمان اور توحید کے پختہ اور خالص نکلیں جو اولیاء اور صالحین کی ذات کا وسیلہ پکڑتے ہیں اور ان کو اللہ کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں جناب یہ کیسے ممکن ہے کہ ابوجہل اور ابولہب کا ایمان اس شخص کے ایمان سے پختہ ہو جو "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا قائل ہو اس

قدر واضح انداز میں اتنی خطرناک بات کہنے کی جرات کیوں کر رہے ہیں آپ لوگوں کی انہیں اور اسی قسم کی دیگر تشدد آمیز باتوں ہی نے تو دنیا کے لاکھوں مسلمانوں کو آپ کے خلاف نفرت پر اکسایا ہے!!

میں نے اس سے جواباً عرض کیا اس میں تمہیں تعجب اور حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایسی حقیقت ہے جسے عنقریب آپ بھی جان لیں گے اور جان ہی نہیں بلکہ آپ بھی ہماری انہیں باتوں کے معترف ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ جب قرآن وسنت کے واضح دلائل آپ کے سامنے پیش کر دئے جائیں گے اور حق پوری طرح واضح ہو جائے گا اس وقت آپ کی تمام پر فریب دلیلوں کی قلعی بھی کھل جائے گی اور آپ کے ذہن و دماغ میں جو مختلف قسم کے شبہات ہیں وہ بھی زائل ہو جائیں گے اور آپ کا ذہن بالکل صاف ہو جائے گا۔

مشرکوں کی توحید اور اللہ کی ذات پر ان کے ایمان لانے کی دلیل:

اس نے کہا دوست دلیل کدھر ہے؟ آپ کی ان مزعومہ باتوں کی دلیل کیا ہے؟ اور اگر آپ کی باتیں صحیح اور مبنی برحقیقت ہیں کہ پہلے کے مشرکین اللہ پر اسی طرح کا ایمان رکھتے تھے تو پھر ہمیں یہ بتائیں کہ وہ کون سا شرک تھا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی کتاب قرآن میں مشرک قرار دیا اور اس کے سبب جہنم کے اندر ان کے لئے سرمدیت مقدر فرمائی اور ان کے جان ومال کو مسلمانوں کے لئے حلال فرمایا اور اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ تلوار اور نیزوں سے لیس ہو کر ان سے قتال وجہاد کریں۔

میں نے اس سے جواباً عرض کیا کہ اب آپ ہی بتائیے آخر ۔۔۔۔ دلیل تو اسی کتاب میں موجود ہے جس کو اللہ نے بقائے دوام عطا کیا ہے جس کی تلاوت بھی باعث عبادت ہے اور جسے

آپ ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں آپ جیسی رائے رکھنے والے کروڑوں مسلمان صبح وشام تبرک کے طور پر تلاوت کرتے ہیں مگر حقائق کی کھوج نہ ہونے کی وجہ سے سمجھتے نہیں۔

مشرکین کا اس بات کا اقرار کہ تنہا اللہ ہی زندگی بخشنے والا، روزی رساں ،موت اور زندگی دینے والا ہے:

قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے زور دے کر اس بات کو بیان کیا ہے کہ پہلے کے مشرکین اللہ تبارک وتعالیٰ کو زندگی بخشنے والا ،روزی رساں ،موت اور زندگی دینے والا نفع اور نقصان کا مالک سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کو مخاطب کرتے ہوئے ان مشرکوں کے حق میں فرمایا ہے: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾(۱)

اگر ان سے آپ دریافت کریں کہ زمین اور آسمان کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾(۲)

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا اللہ تعالیٰ نے آپ کہہ دیں کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

سورۃ مومنون میں یوں بیان فرمایا: ﴿قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(۱) العنکبوت:۶۱

(۲) العنکبوت:۶۳

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ أَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ • قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ • سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ • قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَیُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَأَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ﴾(۱)

پوچھئے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر جانتے ہو؟ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتلادو؟ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے پھر تم کدھر سے جادو کر دئے جاتے ہو؟

﴿ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ أَمَّنْ یَمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾(۱)

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔

(۱) المؤمنون ۸۴تا۸۹

(۱) یونس:۳۱

جناب والا: مذکورہ واضح آیتیں جس میں کسی جھگڑے کی گنجائش نہیں ہمارے اس دعوے کی دلیل ہیں کہ زمانہ قدیم کے مشرکین توحید ربوبیت کے قائل تھے وہ سرے سے اللہ کے وجود کے منکر نہیں تھے اور نہ ہی وہ اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ کے ملک میں یا اس کے اختیار اور تصرف میں کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہے وہ صد فیصد اللہ کی ربوبیت میں اس کی توحید کے قائل تھے۔

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ مشرکین اپنے اولیاء کو پکارتے وقت ان کے بارے میں یہ اعتقاد قطعاً نہیں رکھتے تھے کہ وہ انہیں زندگی سے نواز دیں گے یا موت سے چھٹکارا دلا دیں گے یا ان کے لئے بارش نازل کر دیں گے۔

اسی طرح اپنے ان معبودوں سے جنہیں انہوں نے اولیاء بنا رکھا تھا ان سے تقرب حاصل کرنے میں ان کا اس قسم کا کوئی اعتقاد ان کے بارے میں نہیں تھا کہ وہ کاتب نیک اور بد ہیں کیونکہ ان کا اس بات پر بڑا پختہ ایمان تھا کہ اس قسم کی ساری چیزوں کا اختیار اللہ رب العالمین کو ہے جس کے ہاتھ میں سارے جہان کی بادشاہت ہے، جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوا۔

لہٰذا اس دنداں شکن دلیل کی روشنی میں تمہارے وہ سارے کمزور اور بے بنیاد شرط اور معیار واضح انداز میں باطل ہو جاتے ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنے والا صرف اسی صورت میں مشرک قرار پائے گا جب کہ پکارنے والے کا ان کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ بھی اللہ کی طرح نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔ اور اگر تمہاری یہ شرط اور تمہارا یہ دعویٰ اسلام کی نظر میں صحیح ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ ابوجہل ابولہب اور ان کی جماعت کے ساتھیوں کو مشرک قرار نہیں دیتا کیونکہ تمہاری لگائی ہوئی یہ شرطیں ان کے یہاں بھی پائی جاتی تھیں کیونکہ اللہ کے علاوہ جن زندہ یا مردہ ہستیوں کو وہ

پکارتے تھے ان ہستیوں کے بارے میں قطعاً ان کا یہ اعتقاد نہیں تھا کہ وہ بھی اللہ کی طرح نفع اور نقصان کے مالک ہیں جیسا کہ گزشتہ آیات میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔

زمانہ قدیم کے مشرکوں کا ایمان آج کے مشرکین کے ایمان سے زیادہ پختہ تھا:

ہمارے اس دعوے کی دلیل بھی اسی نسخہ کیمیا اور کتاب ہدایت میں موجود ہے جس کی روشنی کبھی ماند پڑنے والی نہیں اور یہ ایسا گنجینہ گراں مایہ ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمانہ قدیم کے مشرکوں کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾(۱)

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

سورۃ اسراء میں فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾(۲)

اور سمندروں میں مصیبت پہونچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

سورہ انعام میں فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا

(۱) العنکبوت ۶۵

(۲) الاسراء: ۶۷

وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ، قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾(۱)

آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے تم اس کو پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔

ان آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلے کے مشرکین کو سمندری سفر کے دوران جب بھنور یا طوفان کا سامنا ہوتا یا وہ کسی بڑی مصیبت سے گھر جاتے تو اپنے جھوٹے معبودوں اور ولیوں کو بھول جاتے اور انہیں ٹھکرا کر رب حقیقی کی طرف پلٹ جاتے دامن امید اسی کے سامنے پھیلانے لگتے اور پکار بھی اسی کی لگانے لگتے تھے کیونکہ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن ولیوں بزرگوں یا جس کسی کو بھی وہ غیر اللہ میں سے پکارتے ہیں وہ سب کے سب اس کے بالمقابل ہیچ اور کمتر ہیں اس آفت کی گھڑی میں وہ نہ کسی قسم کی ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کسی کام آسکتے ہیں ان کا تو اس بات پر بھی یقین کامل تھا کہ مصیبت کی اس گھڑی میں وہ ان کی پکار بھی نہیں سن سکتے چہ جائیکہ انکی پکار کا کوئی جواب دے سکیں۔ اسی لئے اس فیصلہ کن گھڑی میں ان کی نگاہ بصیرت کے سامنے دھوکے اور مغالطہ کی ساری تہیں کھل جاتیں اور یہ روشن حقیقت کھل کر ان کے سامنے آجاتی کہ اللہ کے علاوہ اس کے بندوں میں سے کوئی خواہ وہ کتنے ہی اونچے مقام اور مرتبہ کو کیوں نہ پہونچ جائے لیکن وہ اس بات کا اہل

(۱) الأنعام: ۶۳، ۶۴

کبھی نہیں بن سکتا کہ اس طرح کے نازک لمحات میں طلب نجات کے لئے ان سے فریاد کی جا سکے اور وہ لوگوں کی فریاد کو سن بھی سکے۔

گزشتہ زمانہ کے مشرکین آفت کی گھڑی میں اپنے رب کی کیسے پناہ پکڑتے تھے اور اپنے معبودوں کو کیسے بھول جاتے تھے؟

مذکورہ اسباب کی بنا پر گزشتہ زمانہ کے مشرکین آفت کی گھڑی میں صرف اکیلے اللہ کی طرف پلٹتے تھے، خالص اسی کی عبادت کرنے لگتے تھے، دعا، فریاد، پکار اور گریہ وزاری اسی سے کرتے تھے، مدد کی بھیک اسی سے مانگتے تھے اور ان بزرگوں یا ولیوں کو بھول جاتے تھے جن کو انہوں نے خوشی کے ایام میں اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا تھا کیونکہ ان کا اس بات پر بڑا پختہ ایمان تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اکیلا بچانے کی طاقت وقوت رکھتا ہے انہیں سمندر میں ڈوبنے سے، قرآنی شہادت کے مطابق یہ مشرکین خطرات کی جگہوں میں اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے لیکن جیسے ہی وہ خشکی پر پہونچتے اور مشکل کی یہ گھڑی ان سے دور ہو جاتی وہ اپنی سابقہ روش کی طرف جو اپنے باپ دادا سے ورثہ میں پایا تھا کی طرف پلٹ جاتے اور اللہ کے ساتھ دعا، قربانی اور نذر ونیاز وغیرہ جیسی عبادتوں میں شرک کرنے لگتے یہی وہ غلطی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کی اور اسی وجہ سے انہیں اپنے اس قول میں مشرک قرار دیا: ﴿فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

یہ تھا پہلے کے مشرکین کا حال اللہ کے لئے دین کو خالص کر لینے میں اور دعا کے ذریعہ اس کی طرف یکسو ہو جانے میں ناگہانی مصائب اور پرخطر جگہوں میں۔

آج کے مشرکین پریشانی کی گھڑی میں کس طرح اللہ کو چھوڑ کر اپنے اولیاء کی پناہ پکڑتے ہیں؟

مگر آج کے قبر پرست مشرکوں کا حال گزشتہ زمانہ کے مشرکوں سے بالکل برعکس ہے کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو صرف امن وامان اور خوشحالی کے وقت ہی یاد کرتے ہیں اور ان پر جب کوئی سخت مشکل کی گھڑی آتی ہے یا نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے یا ان کی کوئی خواہش دم توڑنے لگتی ہے تو وہ ایسے موقع پر اللہ کو بھلا کر ولیوں کو پکارنے لگتے ہیں اور انہیں اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور پھر انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ ان سے دعا اور فریاد میں لگ جاتے ہیں اور ان سے مدد کی امیدیں لگا کر نذر ونیاز اور ان کے نام پر جانور ذبح کرنے لگتے ہیں۔ بدوی، جیلانی، رفاعی، تیجانی، عیدروس، ابن عیسیٰ اور ان کے علاوہ بہتوں کو ولی سمجھ کر ان کے ناموں کا مالا پرسوز آواز میں ایسے ہی سخت موقعوں پر جپا جاتا ہے۔

چنانچہ ان قبر پرستوں کا حال یہ ہے کہ اگر ان کو سمندری سفر کے دوران کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے تو یہ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور ولیوں کو یاد کرنے میں لگ جاتے ہیں ان سے گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے ہیں انتہائی انکساری اور ذلت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے مدد کی بھیک مانگتے ہیں: ''اے بدوی ہماری مدد کیجئے'' ''اے جیلانی ہماری مدد کیجئے'' ''اے رفاعی ہماری مدد کیجئے'' ان کی بے وقوفی قابل دید ہوتی ہے کیونکہ یہ ان سے اس انداز سے سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں جیسے وہ ان کی جناب میں موجود ہوں ان کے علاوہ لوگ بھی ہیں جن کا نام لے لے کر دعا ومناجات اور سرگوشی کرتے ہوئے انہیں ایسے دیکھا جا سکتا ہے ساتھ ہی اگر آپ اس بات کا بھی مشاہدہ کر لیں کہ وہ بھنور میں پھنسنے کے وقت گھبراہٹ اور خوف کے مارے قبر والوں کے لئے نذر ماننے

میں کس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور نجات مل پانے کی صورت میں ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانے کا عہد باندھتے ہیں تو آپ کو بخوبی شرک کی حقارت اور کفر کی خست و درماندگی کا اندازہ ہو جائے گا جس نے شرف انسانیت کو غبار آلود اور رسوا کر ڈالا ہے اور اس طرح ایک عقل مند انسان شرک کے دلدل میں پھنسنے کے بعد جانور سے بھی گیا گزرا ہو جاتا ہے۔

اور اس سے زیادہ نیچ پن اور حقارت و خست کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک انسان اپنے اس معبود حقیقی سے جو اس کا خالق، رازق اور پالنہار ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ ہے سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے اس سے عاجزی اور فریاد کرنے کے بجائے قبر میں مدفون ان بوسیدہ ہڈیوں کا رخ کرے جو اس قدر بے بس ہیں کہ وہ ان کیڑوں اور مکوڑوں کے حملوں کو بھی نہیں روک سکتے جو ان کی ہڈیوں کے اطراف سے گوشت چٹ کر جاتے ہیں۔ ایسی چیزوں سے مدد اور نصرت کی بھیک مانگنا یا ڈوبنے سے نجات دلانے کی امیدیں وابستہ کرنا انتہائی حیرت اور نادانی کی بات ہے۔ سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ مَنْ لَايَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾(۱)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔

مجھے خود کئی بار ایسی حماقت خیز مجلسوں سے سابقہ پیش آیا ہے جہاں مضحکہ خیز شرکیہ اعمال اور دور جاہلیت کے امور کو سرانجام دیا جاتا ہے جسے دیکھنے سے میری نگاہ نے جواب دے دیا اور میں کبیدہ خاطر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

(۱) الاحقاف:۵

مؤلف کا سابقہ قبر پرستوں سے جبکہ وہ ڈوبنے کے قریب تھے:

لگ بھگ پچیس سال بحر احمر (REDSEA) میں سفر کا اتفاق رہا اس دوران بارہا اوہام و خرافات کے رسیا لوگوں کی صحبت و رفاقت بھی ہوئی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم لوگوں کا لگ بھگ اسی آدمیوں کا ایک قافلہ ایک چھوٹی سی بادبانی کشتی میں سوار جانب منزل رواں دواں تھا اچانک سمندری موجوں میں طغیانی پیدا ہوئی اور کشتی خطرناک موجوں کے تھپیڑوں میں ہمیں لے کر ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی لگ ایسا رہا تھا کہ وہ ہمیں لے کر سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی اور کبھی موجوں کی اٹھان کے ساتھ کشتی اس طرح اوپر اٹھ جاتی گویا سمندر سے نکل کر فضاؤں میں اڑنا چاہتی ہے۔

اس آزمائش کی گھڑی میں ان (قبر پرست) مسلمانوں نے گریہ وزاری فریاد اور پکار شروع کی لیکن اللہ سے نہیں جو کہ ہمیشہ باقی رہنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے بلکہ ان مرے ہوئے لوگوں سے جو ادنیٰ سی چیز پر قادر نہیں۔

میں نے انہیں خود کی نگاہوں سے دیکھا کہ وہ لوگ مصیبت کی اس گھڑی میں شیخ سعید بن عیسیٰ رحمہ اللہ جن کو وفات پائے ہوئے چھ سو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ان کی جانب سہمے ہوئے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ متوجہ ہوئے اور گھبراہٹ اور امید کی ملی جلی کیفیت میں ان کو یہ کہتے ہوئے پکارنا شروع کیا کہ (اے ابن عیسیٰ ہماری اس مشکل کو ٹال دیجئے اے دین کے ستون ہماری اس مشکل کو حل فرما دیجئے) اور اسی پر بس نہیں بلکہ گھبراہٹ اور خوف کے مارے قبر میں مدفون بزرگ ابن عیسیٰ کے نام کی نذر و نیاز ماننے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے اور نجات مل جانے کی صورت میں ان کی قبر پر چڑھاوے چڑھانے کا عہد باندھ رہے تھے جیسے ان کے معاملات کا اختیار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بجائے انہی کے ہاتھ میں ہو۔

مؤلف کو سمندر میں پھینکنے کی ناکام کوشش:

اپنی کم سنی کے باوجود جب میں نے ان کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ اس طرح کی مشکل گھڑی میں ایک مسلمان کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ بلکہ انتہائی شفقت اور خلوص کے ساتھ ان سے یہ گذارش کی کہ وہ صرف اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں اور عبادت کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے دعائیں صرف اللہ تعالیٰ سے کریں' عاجزی اور انکساری کے ساتھ صرف اسی سے لو لگائیں، روئیں اور گڑگڑائیں اور اس طرح کے حالات میں شیخ ابن عیسیٰ کو پکارنا چھوڑ دیں کیونکہ ان کے پاس کسی چیز کا بھی اختیار نہیں ہے وہ تو اس وقت ان کی باتوں کو سنتے تک نہیں چہ جائیکہ اس کا جواب دیں اتنا سننا تھا کہ وہ سب میرے خلاف غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بیک زبان وہابی وہابی کہہ کر شور مچانے لگے قریب تھا کہ وہ مجھے خطرناک موجوں کے حوالے کر دیتے اگر اللہ کی مدد اور پھران چند احباب کا تعاون حاصل نہ ہوتا جنہوں نے اب تک کھل کر ان کے سامنے اپنے صحیح عقیدہ کا اعلان نہیں کیا تھا۔

جب جوار بھاٹے کا زور ٹوٹا اور سمندری طوفان پرسکون ہوگیا اور ہم سب کو محض اللہ کی مدد اور اس کے فضل وکرم سے نجات ملی نہ کہ ابن عیسیٰ کے فضل سے جس کو طبیعت بھی گوارا نہیں کرتی اور ہم آپس میں ایک دوسرے سے گلے مل کر مبارکباد پیش کرنے لگے اس وقت یہ قبر پرست ہم کو کوسنے اور ملامت کرنے میں لگ گئے، مجھ پر احسان جتانے لگے اور یہ کہہ کر خوف زدہ کرنے لگے کہ اولیاء سے بدظنی کا انجام بہت بھیانک ہے دیکھو اگر آج قطب (ابن عیسی) نہ پہونچے ہوتے اور ہم سب کو اس مشکل کی گھڑی میں اپنے آغوش میں نہ لیا ہوتا تو ہم سب کے سب اب تک مچھلیوں کی خوراک بن چکے ہوتے۔!!!

مشکلات کے وقت اولیاء کی حاضری کی خرافات:

اس قسم کے صریح کفریہ کلمات کو ان کی زبان سے سن کر میں تڑپ اٹھا میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ لوگ یقیناً اپنے نفسوں پر ظلم تو کر ہی رہے ہیں ساتھ ہی آپ لوگ ابن عیسیٰ رحمہ اللہ پر بھی افترا پردازی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ کیونکہ شیخ رحمہ اللہ تو تمہاری پکار سننے سے بھی رہے چہ جائیکہ اس پر لبیک کہتے ہوئے تمہیں ان خطرناک موجوں سے نجات دلانے کے لئے یہاں پہونچتے۔

لوگو ہوش میں آؤ اور عقل کے ناخن لو' کیونکہ جن کو تم پکار رہے ہو وہ کب کے وفات پا چکے' اور قرآنی نصوص میں اس بات کی واضح صراحت ہے کہ مردہ زندوں کی پکار کو نہیں سن سکتا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتیٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاء اِذَاوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ﴾(۱)

بیشک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے روگرداں جارہے ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَمَا یَسْتَوِیْ الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَات، اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْر﴾(۲)

(۱) النمل: ۸۰

(۲) فاطر: ۲۲ یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ مردہ خواہ وہ کوئی بھی ہو زندہ کی کسی پکار کو نہیں سن سکتا الا یہ کہ جس کسی کے بارے میں کسی خاص دلیل سے مخصوص حالات میں استثناء ثابت ہو۔ جب یہ ایک بدیہی بات ہے تو پھران قبر پرستوں کے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مردوں میں سے جن کو وہ ولی سمجھتے ہیں وہ ان کی باتوں کو سنتے ہیں کیا ان کے پاس کوئی قرآنی آیت ہے جس میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ ان کے فلاں شیخ یا سید کو اللہ نے مرنے کے بعد مردوں کے درمیان یہ امتیاز بخشا ہے کہ وہ اپنے مریدین کی باتوں کو سنتے ہیں =

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

سنن الٰہیہ سے جہالت اور کتاب اللہ میں غور وفکر سے دوری ہی کی وجہ سے اس قسم کی حماقتوں کا صدور تم لوگوں سے ہوتا ہے بھلا یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ انسان قادر مطلق اللہ جس کی معیت انسان کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ ان کی باتوں کو سنتا اور حرکات وسکنات کو دیکھتا ہے اس سے منہ موڑ کر عاجز و بے بس مردوں کی جانب رخ کر لے جو نہ تو اس کی باتوں کو سن سکتے ہیں اور نہ ہی اسے دیکھ سکتے ہیں اور اس سے یکسر غافل ہیں۔

رہی بات ہمارے نجات پانے کی تو اس میں نہ تو ابن عیسیٰ اور نہ ان کے علاوہ کسی اور بزرگ کا کوئی عمل دخل ہے ہم کو صرف اور صرف اللہ بلند و برتر اور قادر و با اختیار نے محض اپنے فضل وکرم سے نجات دی ہے اس ذات پر بزرگوں اور نبیوں کے واسطے اور وسیلہ سے تمہاری پکار اور فریاد کا کچھ بھی اثر نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی بھی مصائب کی اس گھڑی میں وہاں موجود نہیں تھا اس وقت صرف اللہ واحد ہمارے ساتھ تھا اور وہی وہ ذات ہے جو ہمیں خشک وتر میں چلاتی اور ہماری حفاظت فرماتی ہے۔

= خواہ وہ کوئی ہو اور کسی مکان سے انہیں پکار رہا ہو اور اگر بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے کہ قبروں میں مدفون ان کے اولیاء لوگوں کی پکار کو سنتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ کی طرف سے ان کو اس بات کی اجازت بھی ملی ہوئی ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں اور ان سے مدد طلب کریں؟ اور ان ولیوں کو کیا اللہ نے اس بات کی کوئی خبر بھیجی ہے کہ ان کو اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی پکار پر لبیک کہیں اور جب وہ ان کو مصیبت کی گھڑی میں پکاریں تو ان کو نجات دلانے کے لئے پہونچ جائیں یہ ایسے سوالات ہیں جو قیامت کی صبح تک قبر پرستوں سے جواب طلب ہوگا جس کا کوئی شافی جواب ان کے پاس نہ ہوگا۔

میرے اس جواب کو سن کر ان میں سے ایک فلسفیانہ انداز میں یوں گویا ہوا کہ ہمیں بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ اللہ کی طاقت سب پر غالب ہے اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔

میں نے اس سے جواباً عرض کیا کہ تم لوگوں کا یہ بہت پرانا دھوکا ہے اسی کے شکار زمانہ قدیم کے مشرکین بھی تھے اور سچ تو یہ ہے کہ تمہارے قول وفعل میں تضاد اور ٹکراؤ ہے کیونکہ اگر واقعی معنی میں تمہارا ایمان اس بات پر پختہ ہوتا تو مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں اللہ کی چوکھٹ کو چھوڑ کر مردوں کے آستانوں پر دستک نہ دیتے ان حقائق کی روشنی میں کیا یہ بات دعوی سے نہیں کہی جا سکتی کہ تمہارا اعتماد اور ایمان اللہ کی ذات پر زمانہ قدیم کے مشرکوں سے بھی کمزور ہے کیونکہ وہ کم از کم مشکل کی گھڑی میں تو سب کو چھوڑ کر الٰہ واحد کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور عبادت کو اس کے لئے خاص کر لیتے تھے جیسا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کی صراحت اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

شیطان قبر پرستوں کے سامنے ان کے اولیاء کی شکل میں کس طرح نمودار ہوتا ہے؟

ان میں سے ایک اور شخص (مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے ہوئے) گویا ہوا: تم تو اولیاء سے بیزار اور ان کی کرامات کے منکر ہو اسی ناطے اللہ تعالیٰ نے اس خاص لطف وسرور سے تم کو محروم رکھا جس کا نظارہ خود کی آنکھوں سے ہم نے اس نامساعد گھڑی میں کیا....

میں نے اس سے عرض کیا: تم کو یہ کس نے بتایا کہ میں اولیاء سے بیزار اور ان کی کرامات کا منکر ہوں؟ کیا تم نے اللہ کے ولیوں میں سے کسی ولی کے بارے میں برا بھلا کہتے ہوئے مجھ کو سنا؟ یا اللہ کے نیک بندوں میں سے کسی کی توہین وتنقیص کرتے ہوئے دیکھا؟ تم نے آخر مجھ سے

کب سنا کہ میں کسی ایسی کرامت کا انکار کرتا ہوں جو کسی ولی کے حق میں کتاب وسنت کے نصوص سے ثابت ہوا اور اس کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو عزت بخشی ہو؟؟

کیا تم نے کبھی مجھ سے سنا کہ میں نے اہل غار کی کرامت کا انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی اور اس چٹان کو ہٹا دیا جس نے ان کے غار سے نکلنے کے راستے کو مسدود کر رکھا تھا؟

کیا تم نے کبھی مجھ سے سنا کہ میں نے ابوبکر وعمر عثمان وعلی یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے کسی کی ولایت کا انکار کیا ہو جن کے بارے میں حدیث رسول میں صراحت ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور انہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے؟

یا پھر یہ ہمیشہ دھرائی جانے والی وہی تقلیدی تہمت ہے جسے تم ہر اس شخص کے سر تھوپ دیتے ہو جو تمہاری حماقتوں کا ساتھ نہ دیوے اور تمہاری بکواس کو حقیقت کے روپ میں تسلیم نہ کرے اور تمہاری نادانیوں پر خاموش نہ بیٹھے؟؟

میں تم سے اس بات کو ضرور جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی چیز تھی جس سے لطف اندوز ہونے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محروم رکھا اور جسے تم نے اس سخت گھڑی میں دیکھا؟

اس نے جواب دیا کہ ہم نے بڑے قطب (شیخ سعید بن عیسیٰ) کو نمودار ہوتے ہوئے دیکھا، گویا کہ وہ نور کا ایک شعلہ ہوں جو بادبان کا ڈنڈا (کشتی کا پتوار) پکڑے ہوئے سمندر کو اپنی طغیانی چھوڑنے کا حکم دے رہے تھے اور سچ مچ ہوا بھی ایسا سمندر پرسکون ہوگیا اور ہم قطب اعظم کی برکت وطفیل سے اس مصیبت سے نجات پا گئے۔

میں نے (ازراہ مذاق) اس سے کہا کہ کیا کبھی شیخ سعید بن عیسیٰ العمودی کا دیدار اس پہلے تمہیں حاصل ہوا ہے؟ جن کو وفات پائے ہوئے چھ سو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے؟

اس نے جواب دیا: (قطعا) نہیں

میں نے اس سے عرض کیا کہ پھر تم نے کیسے یہ پہچان لیا کہ جسے تم نے بادبان کا ڈنڈا پکڑے اور سمندر کو طغیانی چھوڑنے کا حکم دیتے ہوئے دیکھا ہے وہ شیخ سعید بن عیسیٰ عمودی ہی ہیں، تم کو تو اس سے پہلے ان کا دیدار بھی کبھی نصیب نہیں ہوا؟؟ چلو اگر ہم اس بات کو بالفرض تسلیم بھی کر لیں کہ کسی آدمی کو تم نے لنگر پکڑے دیکھا لیکن اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس کا یقین تمہیں کیسے حاصل ہوا کہ وہ شیخ بن عیسیٰ ہی تھے۔ کیا تمہارے پاس آسمان سے اس سلسلے میں کوئی وحی آئی ہے جو اس مزعومہ واقعہ کو ثابت کر رہی ہو؟ یہاں وہ دم بخود ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

اس پر سرسامی کیفیت طاری ہوگئی اور ابن عیسیٰ کے حاضر ہونے کا اسے وہم ہوگیا۔

میں نے اس سے عرض کیا کہ سچائی یہ ہے کہ تم نے لنگر پکڑے نہ تو ابن عیسیٰ کو دیکھا اور نہ ہی غیر ابن عیسیٰ کو، دراصل گھبراہٹ اور خوف کی اس گھڑی میں تم مالیخولیا (بیماری) کے شکار ہو گئے جس کے نتیجہ میں نیز شیطان کی مشارکت سے تمہاری نظروں کے سامنے ایسی تصویر بن گئی جسے تم نے ابن عیسی تصور کر لیا حالانکہ جسے تم نے دیکھا وہ ابن عیسی نہیں بلکہ شیطان تھا جو اس شکل میں اس لئے نمودار ہوا تاکہ تمہاری گمراہی میں مزید اضافہ کر دے اور تمہیں جہالت کی تاریکی میں مزید ڈھکیل دے۔

وہ چیخ کر صرف وہابی، منکر، بددین کے علاوہ اور کچھ نہ کہہ سکا اور اسی کے ساتھ ڈرامائی انداز سے مناظرہ کے سلسلے کو ختم کر دیا۔

دراصل یہی وہ ہتھیار ہے جسے یہ قوم آخری حربہ کے طور پر اس وقت استعمال کرتی ہے جب دلیل انہیں لاجواب کردے اور حقیقت ان کو طمانچہ رسید کرے۔

اب میں نے اپنے مناظر ساتھی سے عرض کیا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا اس میں وہ چیز نہیں جو تمہیں قانع کردے اس بات پر کہ میری بیان کردہ باتیں سب صحیح اور درست ہیں کہ مشکل کی گھڑی میں پہلے کے مشرکین کا ایمان اور اعتماد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر آج کے ان قبر پرستوں کے ایمان اور اعتماد سے قوی تر تھا؟

قبر پرستوں کی غلط بیانیاں:

اس نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی توحید اور ایمان باللہ کو پہلے کے مشرکین کے ایمان اور توحید سے کمزور بتا کر نیز ان کو شرک سے متصف کرکے آپ نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ۔ بقول آپ۔ان قبر پرستوں نے جب بھی ابن عیسیٰ کے نام کی پکار لگائی یا مشکل کی گھڑی میں ان سے مدد کی فریاد کی تو یہ اس لئے نہیں کہ ان کا اللہ کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں اور نہ ہی اس کے پیچھے یہ اعتقاد کارفرما ہوتا کہ ابن عیسیٰ یا ان کے علاوہ جن بزرگوں کی وہ پکار لگاتے ہیں خشکی اور تری میں وہی ان کو چلاتے ہیں یا ان بزرگوں کی انہیں معیت حاصل ہوتی ہے اور وہ ان کی پکار کو ویسے ہی سنتے اور جواب دیتے ہیں جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی پکار کو سنتا اور اس کو پورا کرتا ہے۔

بیشک یہ سارے اعمال یہ لوگ اپنے اس اعتقاد کے پیش نظر انجام دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں ان اولیاء کے وسیلہ کی برکت اور اس کے طفیل میں نجات دیتا ہے لہٰذا ان لوگوں کا ان ہستیوں کی پناہ میں جانا اور خطرے کی گھڑی میں ان کے ناموں کا ورد کرنا محض اس اعتقاد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ بزرگان دین اللہ کے یہاں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اللہ

تعالیٰ ان کی اس پہونچ کی وجہ سے ان کی عزت افزائی کرتے ہوئے ان کی سن لیتا ہے اور ہمیں نجات مل جاتی ہے جنہیں اللہ کے علاوہ کا نہ کوئی ڈر ہوتا ہے اور نہ خوف اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔

میں نے اس سے جواباً عرض کیا کہ یہ بہت ہی پرانا دھوکا ہے جس کو بار بار دھرایا گیا ہے کوئی بھی ہوش مند انسان جسے اپنے نفس کا ذرا بھی احترام ہوگا وہ اسے گوارا نہیں کرے گا اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بلاشبہ قبر پرست اگر یہ اعتقاد نہ رکھتے کہ یہ مردہ اولیاء خوشی وغمی، تنگی وخوش حالی میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی فریادوں کو سنتے ہیں اور ان کی پکار کا جواب دیتے ہیں اور مشکلات سے نجات دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں تو اس طرح ان سے گڑگڑا کر دعا نہ مانگتے فروتنی اور انکساری کی حالت میں ان سے مدد طلب نہ کرتے جس طرح ایک درماندہ اور بےبس ایک ایسے طاقتور کے سامنے گڑگڑاتا ہے جو ہر چیز پر قادر ہو،ان کے سامنے نذر ونیاز پیش نہ کرتے اور نہ ہی نجات کی شکل میں چڑھاوے چڑھانے کا عہد کرتے اور پھر مانی ہوئی نذروں کی تکمیل اس طرح رغبت وخوف کے جذبوں کے ساتھ نہ کرتے۔

کیا کوئی عقلمند انسان کسی ایسی شخصیت سے فریاد چیخ وپکار اور گڑگڑا کر دعا مانگنے کے لئے تیار ہوگا جس کے بارے میں وہ یہ جانتا ہو کہ یہ نہ تو سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں نہ ہی نفع پہونچاتے ہیں اور نہ ہی نقصان؟۔

مرے ہوئے ولیوں کو پکارنا کفر ہے یا پھر دیوانگی:

بلاشبہ جو لوگ مردہ اولیاء کو پکارتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مردے انتہائی دوری اور مسافت کے باوجود ہماری پکار کو سنتے اور جواب دیتے ہیں

اور ہم کو مشکل سے نجات دلانے کی تدبیر اور جتن بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور یقیناً وہ ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ تو اس قسم کا اعتقاد شرک اکبر ہے جس کے لئے اللہ کے یہاں بخشش کی کوئی گنجائش نہیں۔

اور یا تو وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جن کو وہ پکارتے ہیں وہ نہ تو سن سکتے ہیں اور نہ ہی جواب دینے کی ان میں سکت ہے پھر ان کو پکارنا مجنونانہ حرکت ہے اور پاگل احکام شریعت کا مکلّف نہیں ہوتا ہے' اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ ان قبر پرستوں کو مشرک قرار دیں یا دیوانہ اور پاگل۔

اور سچائی یہ ہے کہ یہ لوگ پاگل نہیں بلکہ شیطان کے دام فریب میں مبتلا اور گرفتار ہیں اس نے شرکیہ اعمال کو خوشنما بنا کر ان کے سامنے پیش کیا اور اسکے تئیں ان کے رگ وپے میں محبت داخل کر دی۔

کیونکہ اگر اللہ سے زیادہ ان کا اعتماد ولیوں کے بارے میں نجات دہندگی کا نہ ہوتا تو اللہ ذوالجلال سے منہ موڑ کر مردوں کی جانب عاجزی' انکساری اور گڑگڑاتے ہوئے اپنا رخ نہیں کرتے۔ اور جب بات ایسی ہے تو پھر اس سے بڑا کفر اور گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے جب سب کچھ غیر اللہ کو سونپ دیا تو پھر اللہ کے لئے کیا باقی رکھا جس نے ان کو پیدا کیا اور بہترین شکل وصورت بخشی؟؟

اس تفصیل اور بحث ونقاش میں اس حد تک پہونچ جانے کے بعد اس نے مجھ سے الجھن اور پریشانی کے عالم میں اٹکتے ہوئے کہا: اور لیکن••••••• اور لیکن۔ پھر اس کی یہ اٹک توقف کی حد تک پہونچ گئی اور پھر وہ گفتگو سے عاجز ہو گیا اور بظاہر بحث اور غور وفکر کی

نا کام کوشش کرنے لگا••••

میں نے اس سے کہا کہ لیکن••••••• اور اگر مگر••••• کرنا چھوڑو دلیل بہت واضح ہے اور تمہارے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے کیونکہ ان مشرکانہ حماقتوں اور وہمی خرافاتوں کی کوئی دلیل نہ ہے سوائے مغالطہ' چکمے' توہم پرستی اور ان حیلوں اور بہانوں کے جن کی بنیاد پر تم اپنے دین کو دفن اور اپنے اسلام کو بھینٹ چڑھا دیتے ہو۔

میں اس سے دوبارہ مخاطب ہوا: اتنی زیادہ وضاحت اور تشریح کے بعد میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اس بات پر قانع کرنے کے لئے مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جس شرک کی وجہ سے اللہ نے مشرکوں کی مذمت کی ہے وہ یہ نہیں تھا کہ مشرکین اپنے معبودوں (یغوث' یعوق نسر' لات' عزی اور مناۃ) کو وجود بخشنے' مارنے جلانے نفع یا نقصان پہونچانے میں اللہ کا ساجھی قرار دیتے تھے اور نہ ہی ایسا تھا کہ وہ اللہ کے وجود اور اس کی بادشاہت واختیارات کے منکر تھے ایسی باتیں ان میں سے نہ کوئی کرتا تھا نہ ان کا یہ عقیدہ تھا۔

اسلام سے پہلے کا الحاد:

اس نے ایسے کہا:۔ جیسے کوئی دلیل پالی ہو۔ کیوں نہیں جناب قرآن کریم سے تو یہ بات ثابت ہے کہ وہ لوگ اللہ کے وجود کے منکر تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک کی بات کو قرآن حکیم میں یوں نقل کیا ہے: ﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ (۱)

انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے

(۱) الجاثیۃ: ۲۴

ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے (دراصل) انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ یہ تو صرف قیاس اور اٹکل سے کام لے رہے ہیں۔

میں نے اس سے کہا: یہ وہ مشرکین نہیں ہیں جن کے بارے میں ہم ابھی آپ کو بتا چکے ہیں یہ تو انہیں عربوں میں سے کچھ دھریہ لوگ تھے جو سرے سے اللہ کے وجود کا انکار کرتے تھے اور بالکل انہیں کی روش اور ڈگر پر آج کے دور میں کمیونسٹ چلتے ہیں یہ لوگ نہ تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کاموں کو انجام دیتے ہیں جنہیں مشرکین اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے یہ تو بس دہریہ قسم کے لوگ ہیں جو اللہ کی ہستی ہی کو تسلیم نہیں کرتے اور جب اللہ کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر ان بتوں اور گھڑے ہوئے معبودوں کے معترف کیوں کر ہوتے جنہیں مشرکین اس لئے پکارتے تھے تاکہ وہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی بن جائیں۔

پہلے کے مشرکین کا شرک اللہ کے وجود پر ایمان رکھتے ہوئے بیچ میں اس کے بندوں کو واسطہ بنانا اور ان سے مدد کی فریاد کرنا تھا اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں بیان کیا ہے: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ (۱)

ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہی ہیں۔

اگر مشرکین کا ایمان اللہ کی ذات پر نہ ہوتا تو وہ ان خود ساختہ معبودوں کو اللہ سے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (۲)

(۱) یوسف: ۱۰۶

(۲) الزمر: ۳

اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

ان گزارشات کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر صحیح قرار پاتی ہے کہ سورۃ جاثیہ کی جس آیت کو بطور دلیل ہمارے خلاف پیش کرتے ہو اس کے مخاطب وہ مشرکین نہیں ہیں جن کی حقیقت میں نے آپ کے سامنے بیان کر دی ہے اس کے مخاطب تو باشندگان عرب میں سے دہریہ قسم کے تھے، یا پھر تعبیر جدید کے مطابق کمیونسٹ تھے اگر یہ تعبیر درست ہو کیونکہ یہ بات بہت بعید ہے خاص کر ان لوگوں کے سلسلے میں جو کہ اپنے شرک کے دفاع اور جواز کے لئے اپنے معبودوں اور ولیوں کے سلسلے میں یہ کہتے ہیں:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (۱)

ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

یا پھر یہ کہتے ہیں ﴿هٰؤُلَآءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (۲)

یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

ناممکن ہے کہ وہ لوگ اللہ کے وجود کا انکار کریں جنہوں نے خود ساختہ معبودوں اور ولیوں کا دامن صرف اس لئے تھاما کہ وہ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں اور ان کے حق میں شفاعت کر دیں۔

مزید برآں وہ قرآنی آیات بھی ہیں جن میں اس بات کا کھلا ثبوت موجود ہے کہ وہ لوگ اللہ کے وجود کے معترف تھے اور توحید ربوبیت کے قائل تھے جس کا ذکر پہلے گزر چکا۔

(۱) الزمر: ۳ (۲) یونس: ۱۸

قدیم مشرکوں کے شرک کی حقیقت:

اس نے مجھ سے عرض کیا: (جبکہ وہ گفتگو لمبی ہو جانے سے اکتا چکا تھا) مشرکین عرب اگر اللہ کو مانتے تھے اور اس کی ذات کو یکتا و تنہا تسلیم بھی کرتے تھے تو پھر آخر وہ کون سا شرک تھا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بارے میں دی ہے اور اس کی وجہ سے ان کے جان و مال کو حلال قرار دیا اور اپنے رسول کو ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا جب کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اس کی توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں؟

میں نے اس سے عرض کیا: اصل سوال آپ نے اب پوچھا دراصل یہی وہ حساس نقطہ ہے جہاں پر عقلیں لغزش کھاتی ہیں اور قدم پھسل جاتے ہیں حالانکہ لوگ اگر اس نقطہ پر ذرا گہرائی سے نگاہ ڈالیں تدبر اور تفکر سے کام لیں بحث اور تحقیق کی راہ اپنائیں اور اس کو پورا حق دیں تو اسلام کی طرف نسبت کرنے والے کسی ایک فرد کو بھی دعا اور فریاد' قربانی اور نذر یا ان کے علاوہ دیگر کام جو خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق میں سے ہیں ان کو نبیوں یا ولیوں میں سے کسی کے لئے کرنے والا نہیں پاسکتے۔

مشرکین عرب کے شرک کی حقیقت سے لاعلمی نے آج لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا

اس خطرناک پہلو سے لوگوں کی غفلت اور پہلے کے مشرکین کے شرک کی حقیقت سے ناواقفیت نے آج کے زمانہ میں بیشتر لوگوں کو ان اعمال میں ڈھکیل دیا جس کو وہ شرک نہیں سمجھتے حالانکہ وہ مشرکانہ ہیں اور ان اعمال میں مبتلا کر دیا جسے وہ کفر نہیں سمجھتے حالانکہ وہ سب کافرانہ ہیں (مردوں سے دعا اور فریاد ان کے لئے جانور قربان کرنا یا ان کے نام کی نذر و نیاز

دینا تاکہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ان کی رسائی کرا دیں اور ان کے حق میں اللہ سے سفارش کر دیں) جبکہ اللہ نے انہیں ان باتوں کا حکم نہیں دیا۔

شرک کے سلسلے میں حضرت عمر فاروق کا اندیشہ:

موجودہ زمانہ میں جس انداز سے لوگ شرک میں مبتلا ہیں اس کا اندیشہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تیرہ صدی پیشتر ظاہر کر دیا تھا' آپ فرمایا کرتے تھے ''عنقریب اسلام کے تار و پود بکھر جائیں گے'' پوچھا گیا امیر المؤمنین یہ کیسے؟ جواب دیا: ''جب اسلام میں ایسے لوگ جنم لیں گے جو جاہلیت کی حقیقت سے ناواقف ہوں گے'' یا لگ بھگ آپ نے اسی طرح کے الفاظ فرمائے۔

آج کے دور میں جو لوگ مردوں کو پکارتے ہیں' ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں' ان کے لئے نذر مانتے ہیں' ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں ان کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہوئے ان کے سامنے عاجزی اور بے بسی سے جھکتے ہیں اور ان کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اس اعتقاد کے پیش نظر کہ یہ لوگ ہمارے لئے اللہ تک رسائی کا واسطہ اور وسیلہ بن جائیں گے' اگر یہ لوگ اس بات کو جان لیتے کہ ہو بہو یہی وہ اعمال تھے جنہیں زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کیا کرتے تھے اور جن کو اللہ نے شرک بتایا اور کفر قرار دیا تو ضرور یہ لوگ ان کاموں کو انجام نہ دیتے نہ ان کے قریب جاتے اور نہ ہی نکیر کرنے والوں پر آگ بگولا ہوتے۔

رہی یہ بات کہ پہلے کے مشرکین کے شرک کی حقیقت کیا تھی جس کی وضاحت آپ نے مجھ سے طلب کی ہے اور اس کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہ لوگ اللہ کے وجود پر پورا پورا ایمان رکھنے اور اس بات کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی قادر مطلق ہے اور کائنات کی ہر چیز میں تصرف کا اختیار بلا

شرکت غیرے صرف اسی کو ہے ان لوگوں نے بغیر کسی آسمانی دلیل اور برہان کے من مانی ایک بدعت ایجاد کر لی تھی جس کو ان کی عقلوں نے بہتر سمجھا تھا اور ان کے نفسوں کو اس میں سکون محسوس ہوا تھا اور وہ یہ کہ انہوں نے اللہ ہی کی مخلوق میں سے کچھ لوگوں جیسے (لات' عزیٰ' مناۃ' یغوث' یعوق' نسر.........وغیرہ) کو ولی اور واسطہ قرار دے لیا تھا جن کی وہ پناہ لیتے تھے اور دعا' نذر اور قربانی کے ذریعہ ان سے قربت حاصل کرتے تھے تاکہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ان کی رسائی کرا دیں اور ان کی ضروریات کی تکمیل اور آئی ہوئی بلا کے ٹالنے کے سلسلے میں اللہ سے ان کے حق میں سفارش کر دیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان باتوں کا کوئی حکم قطعاً نہیں دیا اور نہ ہی اس چیز کو ان کے لئے پسند فرمایا۔

اسی بات کو قرآن نے مراد لیا اور ان پر نکیر کی اپنے اس قول کے ذریعہ: ﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَآءِ شُفَعَؤُنَا عِنْدَ اللهِ قُلْ أَتُنَبِّؤُنَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (۱)

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہونچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔

نیز فرمایا: ﴿ مَالَكُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ (۲)

تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

(۱) یونس:۱۸ (۲) السجدۃ ۴

ولیوں کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ بنانا حقیقی کفر ہے

ولیوں سے توسل' واسطہ اور شفاعت کے فلسفہ کے پیش نظر ہی یہ لوگ ان کو پکارتے اور ان سے فریاد کرتے تھے ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور ان کے نام کی منتیں مانتے تھے ان کے مجسموں اور ان کے ناموں پر نصب پتھروں کے ارد گرد طواف کرتے ان کو معبود کے درجہ میں اتار کر اور مرجع امید بنا کر اس گمان کے ساتھ کہ یہی وہ دروازہ ہے جس کے سہارے وہ اللہ تک بآسانی پہونچ سکتے ہیں۔

یہ اور اس جیسی بے شمار چیزیں ان کے یہاں موجود تھیں جس پر اللہ نے ان کی نکیر کی اور ان کے اس فعل کو شرک اور کفر قرار دیا ان کی جان و مال کو مباح قرار دیا اور ان کے خلاف قتال کے لئے محمد ﷺ نے بدر' احد' حنین' خندق وغیرہ میں تلوار اٹھائی اور اپنے اور ان کے درمیان ہر طرح کے خاندانی وقرابت کے سارے تعلقات منقطع کر لئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے اس عمل کو غیر اللہ کی عبادت قرار دے کر اسے شرک گردانا اور اس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اپنی رحمت سے دور کر دیا کیونکہ انہوں نے ازخود ان راستوں کو اپنایا تھا اور ازخود شفاعت اور وسیلہ کی بدعات کو جنم دیا تھا وہ اپنے ولی معبود پر اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے ان کی طرف رجوع کرتے تھے تاکہ اللہ تک پہونچنے کا وہ ان کے لئے دروازہ بن جائیں جبکہ اللہ نے انہیں اس بات کی کوئی اجازت نہیں دی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (۱)

(۱) البقرۃ:۵۵

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔

یہ سن کر اس نے کہا: تمہاری یہ بات بھی مجمل ہے اس پر ہمیں کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی جس سے اسکی صحت کے سلسلے میں ہمیں تسلی ہو، آپ اس کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے کیا دلیل مفصل لائیں گے؟؟

میں نے اس سے کہا کہ یہ دلیل بھی اللہ کی کتاب ہی سے پیش کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یَآ یُّھَاالنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَه، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَه، وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّایَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۰ مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾(۱)

لوگو ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا کان لگا کر سن لو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے، انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور و قوت والا اور غالب و زبردست ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس کی آیت میں جو کہ پہلے گزر چکی ہے اس میں بھی ان کے اس عمل پر نکیر کی اور غیر اللہ کو پکارنے اور ان کو اللہ کے پاس شفارسی اور واسطہ بنانے کو مشرکانہ عمل قرار دے کر اسے غیر اللہ کی عبادت بایں طور بتایا ہے:

(۱) الحج: ۷۳، ۷۴

﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُ لَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ﴾

''اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہونچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہونچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں''

پھر ان کے دعوی کو باطل قرار دیتے ہوئے اور ان کے شفارسی اور واسطہ بنانے کی دلیل کو رد کرتے ہوئے زجر و توبیخ کی شکل میں ان کی سخت نکیر کی چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَتُنَبِّؤُنَ اللّٰہَ بِمَا لَایَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَه، وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾(۱)

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قطعا اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ کوئی بندہ اس تک رسائی کے لئے اس دنیا میں کسی واسطے اور سفارشی کو تلاش کرے کیونکہ وہ بندوں کے تمام احوال سے خود باخبر ہے ادنی سی چیز بھی اس سے اوجھل نہیں پھر شفاعت اور واسطے کی کیا ضرورت اس کی ضرورت تو اس صورت میں ہوتی جب کوئی چیز اس سے پوشیدہ رہ جاتی اور اس کو اطلاع کی ضرورت ہوتی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و برتر ہے ان کی ان باتوں سے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور جگہ ان صالحین کا وسیلہ اپنائے جانے پر جن کے بارے میں انہیں حسن ظن تھا ان کی نکیر کی اور یہ واضح کیا کہ اللہ کو چھوڑ کر یہ جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ بھی انہیں کے مانند ہیں جو کہ خود اپنے آپ کے لئے جلب منفعت

(۱) یونس: ۱۸

اور دفع مضرت کے مالک نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ ان سے کسی تکلیف کو دور کر سکیں یا کسی پریشانی کو ٹال سکیں وہ تو اللہ سے اپنی قربت کے باوجود اس کی رحمت کی امید لگا کر اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہو کر اس سے مزید قربت حاصل کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۰ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾(۱)

کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اسکی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

اس کے علاوہ بھی متعدد جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے علاوہ مخلوق کی پکار کو شرک قرار دیا ہے ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۰ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَايَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴾(۲)

جنہیں تم ان کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم

(۱) الإسراء:۵۶،۵۷

(۲) فاطر:۱۳،۱۴

انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔

اور فرمایا: ﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾(۱)

اسی کو پکارنا حق ہے جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہونچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

اور فرمایا: ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾(۲)

خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ

(۱) الرعد:۱۴

(۲) الزمر:۳

نہیں دکھاتا۔

یہ چند دلیلیں ہیں (نہ کہ سب) جو مشرکین کے حالات کے سلسلے میں میرے بیان کی صداقت کو ثابت کر رہی ہیں اور شرک کی اس حقیقت کو بیان کر رہی ہیں جس پر پہلے کے مشرکین کار بند تھے اور یہی وہ شرک ہے جس میں آج بھی بہت سارے لوگ شرک کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر واقع ہو جاتے ہیں۔

قبر پرستوں کے سب سے بڑے شبہ کا انہدام:

اس نے کہا کہ جن آیتوں کو آپ نے بطور دلیل میرے سامنے پیش کیا ہے یہ تو زمانہ جاہلیت کے عرب مشرکین کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں اور یہ انہیں کے ساتھ خاص بھی ہیں اس سے آج کے ان مسلمانوں کو مراد نہیں لیا جا سکتا جو اولیاء سے مدد اور فریاد کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ان پر کسی طرح فٹ نہیں آتیں۔

میں نے کہا: یہ ہٹ دھرمی اور کٹھ حجتی اور ایک واضح غلط بیانی ہے۔

بلاشبہ ان آیتوں کا نزول مشرکین عرب کے سلسلے میں اور اسی زمانہ میں ہوا بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ پورا قرآن اسی زمانہ میں نازل ہوا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ کتاب ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والی ہے اور یہ اللہ کا وہ پیغام ہے جس کے مخاطب زمان ومکان کی قید کے بغیر قیامت تک آنے والے سبھی انسان ہیں اس لئے اس کے احکام ہر دور میں واجب الاتباع ہونگے اور جن چیزوں سے بچنے کے احکام اس میں دئے گئے ہیں قیامت تک حتمی طور پر ان سے بچا جائے گا۔

قرآن مجید کے احکام کے سلسلے میں کسی خاص سبب کو نہیں بلکہ لفظ کے عموم کو دیکھا جائے گا کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ حکم کی بنیاد علت (سبب) پر ہے جب جب وہ علت کسی

چیز میں پائی جائے گی وہی حکم اس پر صادر ہوگا۔

پہلے کے عرب مشرک کیوں قرار پائے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ اس کے بندوں میں سے بھی کچھ لوگوں کو پکارتے تھے اور ان پر بھروسہ کرتے تھے تاکہ یہ لوگ اللہ کے پاس ان کے سفارشی بن جائیں بعینہ یہی چیز آج کے دور میں قبر پرست انجام دیتے ہیں 'ولیوں کو پکارتے ہیں اور ان سے مدد اور فریاد طلب کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ اللہ تک رسائی کا ان کے لئے ذریعہ بن جائیں علت اور قصد کے مشترک ہونے کے ناطے دونوں فریق کے حق میں یکساں طور پر شرک کے ارتکاب کا حکم صادر ہوا کیونکہ دونوں فریق غیر اللہ سے دعا قربانی اور نذر ومنت کے کام اسی امید پر انجام دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ان کے حق میں سفارشی بن جائیں گے۔

اس نے کہا کہ جس قیاس کی بنیاد پر آپ شرک کا حکم بلا کسی تمیز کے دونوں فریق پر یکساں طور پر چسپاں کر رہے ہو وہ قیاس قیاس مع الفارق (صحیح نہیں) ہے اسلئے تسلیم کے قابل نہیں ہے۔

میں نے اس سے عرض کیا کہ دیکھو میں نے کوشش کر کے تمہارے سامنے اس بات کو واضح کر دیا کہ پہلے کے مشرکین کافر اس لئے قرار پائے کہ وہ اللہ کے بندوں کو واسطہ اور سفارشی بناتے تھے اور ان کے قرب کو حاصل کرنے کے لئے ان سے دعائیں کرتے ان کے نام کی منتیں مانتے اور جانور ذبح کرتے تھے اور میں نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ آج کے دور میں قبر پرست سر میں سر ملا کر اسی ڈگر پر اور ہو بہو انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں' اور اگر آپ کو میری ان باتوں سے کچھ بھی اختلاف ہے تو کیا خود آپ اس فرق کو بیان کریں گے جس کی بنیاد پر ان کے عمل کو آپ کفر اور شرک قرار دے کر انہیں دائمی طور پر جہنمی بتا رہے

ہیں جبکہ آج کے دور کے لوگوں کے عمل کو نہ صرف یہ کہ جائز بتا رہے ہیں بلکہ اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضامندی کا واسطہ اور ذریعہ بھی قرار دے رہے ہیں حالانکہ دونوں فریق کا مقصد اور کام یکساں ہے؟

اس نے عرض کیا کہ دونوں میں فرق بچند وجوہ پایا جاتا ہے۔

ا۔ (☆) پہلے کے مشرک غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے جیسا کہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراف کو بیان کیا ہے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں''

جبکہ آج کے زمانہ کے لوگ جو ولیوں سے وسیلہ اپناتے ہیں وہ غیر اللہ کی عبادت کا سرے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ مرے ہوئے ولیوں کو پکارنے اور ان سے فریاد کرنے سے ہمارا مقصد ان کی عبادت نہیں بلکہ ان سے صرف تبرک اور وسیلہ اپنانا ہے چنانچہ اس طور پر دونوں زمانہ کے مشرکین میں واضح فرق ہو جاتا ہے۔

الفاظ کے بدل دینے سے حقیقت نہیں بدلتی:

میں نے اس سے عرض کیا کہ دیکھو تمہیں یہ بات بتا چکا ہوں کہ افعال اور مقاصد ہی پر دراصل حکم کا دارومدار ہے اور الفاظ کی کوئی قیمت نہیں رہ جاتی جسے وہ اپنے شرکیہ تصرفات کے دفاع کے لئے بڑے شدومد سے پیش کرتے ہیں محض اس خوف سے کہ کہیں اس پر بھی وہی حکم صادر نہ ہو جائے جبکہ اس کے فعل میں بھی وہی علت موجود ہے جو اسی حکم کا موجب بن رہی ہے جو حکم فریق مخالف پر صادر ہوا ہے۔

(☆) بقیہ اسباب کا ذکر کتاب میں موجود نہیں شاید دوران گفتگو ان کا ذکر ہوا ہو

فرض کرو کہ اگر ایک انسان کسی بت کو سجدہ کرنے کا اپنے آپ کو عادی بنا لے اور وہ اپنے اس کام پر مستمر رہنے کے باوجود غیر اللہ کی عبادت کا انکار ظاہر کرے اور پوری صراحت سے یہ کہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت میں ہرگز ملوث ہے نہ ہوگا تو کیا یہ فعل انجام دینے کے ساتھ اس کا زبانی دعویٰ اس پر شرک وکفر کا حکم لگنے سے مانع ہو جائے گا؟؟

اس نے جواب دیا ۰۰۰ نہیں ۰۰۰ بلکہ ایسا شخص کافر اور مشرک ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ پھر تو یہی حکم آج کے قبر پرستوں پر فٹ ہونا چاہئے کیونکہ ان کا طرز عمل اگر دیکھا جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ مستقل طور پر شرک اور کفر میں ڈوبے ہونے کے باوجود وہ غیر اللہ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں اور شرک میں ملوث ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔

بس فرق دونوں کے درمیان اتنا ہے کہ پہلے کے مشرکین نے اس بات کو بصراحت تسلیم کر لیا کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ آج کے قبر پرست مشرکوں نے غیر اللہ کی عبادت ضرور کی لیکن اپنے اس عمل کو بہت سارے خوشنما نام دے کر غیر اللہ کی عبادت کرنے سے انکار کیا گویا یہ لوگ مشرکین عرب کے مقابلہ از روئے مغالطہ اور فریب زیادہ اصلی اور ماہر نکلے۔

اس نے کہا (دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہوئے) میں آپ سے عرض کر چکا ہوں اور بار بار اپنی اسی بات کو آپ کے سامنے دھرا رہا ہوں کہ پہلے کے مشرکین کے اعمال غیر اللہ کی عبادت کے جنس سے تھے اس ناطے وہ مشرک قرار پائے اور ان پر کافر ہونے کا حکم صادر رہا۔

لیکن آج کے دور کے لوگ جو کہ ولیوں کی ذات کا وسیلہ پکڑتے ہیں یا ان سے فریاد کرتے ہیں وہ یہ کام ان کی عبادت کے طور پر نہیں کرتے اس ناطے ان پر کافر یا مشرک ہونے کا حکم صادر کرنا صحیح نہ ہوگا

میں نے اس سے کہا کہ تم نے حقیقت کے اعتراف سے فرار کی بار بار کی کوشش سے تھکا

دیا جبکہ مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ تم جیسا دیدہ ور شخص اس حقیقت کو تسلیم کر لینے میں اس قدر پس وپیش اور کٹ حجتی سے کام لے گا۔

میں نے تمہارے سامنے بالکل اس چیز کو واضح کر دیا ہے اور اب اس میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں کہ حقیقی معنیٰ میں پہلے کے مشرکوں کا ایمان اللہ کی ذات پر تھا اور وہ صحیح معنیٰ میں توحید ربوبیت کے قائل تھے اور اس بات کو بھی میں نے پورے طور پر صراحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ ان کے شرک کی حقیقت کیا تھی اور کن اسباب کی بنا پر انہیں مشرک گردانا گیا اور ان پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔

میں نے اس حقیقت کو بھی تفصیلی طور پر آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ ان قبوریوں کے سلسلے میں ہم نے شرک کے ارتکاب کا جو حکم لگایا ہے وہ حکم ان کے افعال اور ان سابق مشرکوں کے افعال کے درمیان موازنہ پر مبنی ہے جن کو قرآن نے تیرہ صدی قبل مشرک قرار دیا تھا۔

اور ہم پوری تحقیق اور مکمل تجزیہ کے بعد اس نتیجہ پر آئے ہیں کہ آج کے قبر پرستوں کی اپنے ولیوں سے دعا و فریاد، نذر و قربانی اور خوف و امید سب غیر اللہ کی عبادت ہے کیونکہ بعینہ یہی وہ سارے کام تھے جسے پہلے کے مشرکین بھی اپنے ولیوں اور بزرگوں کے نام پر انجام دیا کرتے تھے اور جس کو قرآن نے غیر اللہ کی عبادت بتایا پھر بھی اگر آپ کا اصرار ہے کہ دونوں فریق کے درمیان از روئے حکم کے امتیاز برتا جائے گا تو پھر میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہوں گا جس کا تفصیلی جواب آپ سے مطلوب ہے امید کہ آپ زحمت کریں گے'

زمانہ قدیم کے مشرکین غیر اللہ کی عبادت کس طور پر کرتے تھے اور انکی عبادت میں وہ کون سی کیفیت تھی جس کی بنیاد پر اللہ نے انہیں مشرک قرار دیا اور ان پر کفر کا فتویٰ لگایا

غیر اللہ کو پکارنا اور ان کے لئے نذر و ذبیحہ شرک اکبر ہے:

آپ اس سوال کا جواب دیں تاکہ واقعی معنیٰ میں اگر دونوں فریق کے درمیان کوئی فرق ہے تو اسے ہم جان سکیں اور پھر اس کی رہنمائی میں ہم بآسانی آپ کے اس نظریہ کی صحت تک رسائی حاصل کر سکیں جس کی بنیاد پر آپ پہلے کے مشرکین کے اعمال کو غیر اللہ کی عبادت قرار دے رہے ہیں اور ان قبر پرستوں کے اعمال سے عبادت کی اس کیفیت کی نفی ثابت کر رہے ہیں؟

یہاں اس پر سراسیمگی اور حیرانی کی کیفیت طاری ہوئی کیونکہ یہ سوال ایک کوڑا ثابت ہوا جو اس کی پیٹھ پر برس رہا ہو، یا اس سوال نے اسے چکی کے دو پاٹ کے درمیان ڈال دیا لیکن ان سب کے باوجود وہ اب بھی ماننے کو تیار نہیں تھا البتہ اپنی شدت حیرت کی وجہ سے اس حقیقت کا اعتراف کر ہی لیا جس سے وہ پورے بحث ومباحثہ کے دوران راہ فرار اپناتا رہا۔

اس نے کہا: کہ وہ حقیقت جس کا اعتراف کر لینا ضروری ہے یہ ہے کہ پہلے کے مشرکین اپنے بتوں سے دعا، قربانی، نذر، طواف اور اس جیسی دیگر عبادات ومناجات صرف ان کی قربت حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے اس اعتقاد اور تصور کے ساتھ کہ یہ لوگ پیدا کرنے، روزی دینے، مارنے اور جلانے میں نفع پہونچانے اور شر کو دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے چنانچہ وہ جو کچھ اپنے معبودوں کے لئے کرتے تھے اس سے ان کا مطلوب ومقصود بس یہ ہوتا تھا کہ وہ ان سے خوش ہو جائیں اور پھر اللہ تک ان کی رسائی کرا دیں اور ان کے حق میں اللہ سے سفارش کر دیں تاکہ یہ لوگ اس کی رحمت اور کرم کے مستحق ہو جائیں۔

یہ ہے عبادت غیر اللہ کی وہ حقیقت جس کی بنا پر اللہ نے ان کا نام مشرک رکھ دیا اور ان کو کافر قرار دیا، میں کچھ چھپائے بغیر پوری صراحت کے ساتھ اس بات کو آج کہنا چاہوں گا کہ

اب تک میں پہلے کے مشرکین کے شرک کی اس حقیقت سے نا آشنا تھا لیکن یہ حقیقت اس مناقشہ سے آشکارا ہوگئی جو اس بار ہمارے اور تمہارے درمیان ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ بہت خوب اب ہم دونوں موضوع کے سب سے اہم ترین نقطہ پر متفق ہو چکے ہیں اور وہ ہے اس عبادت کی تحدید اور تعیین جس پر زمانہ قدیم کے مشرکین کار بند تھے' اور اس سے طبعی طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ اس حقیقت کے معترف ہیں کہ دعا' قربانی' طواف' نذر' عاجزی اور انکساری یہ سب عبادت ہیں۔

پہلے کے مشرکوں اور آج کے قبر پرستوں میں کوئی فرق نہیں

میں نے عرض کیا کہ اب جا کر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب دیا ہے اور اب میں ایک اور سوال کرنا چاہوں گا مجھے پوری امید ہے کہ آپ اس کا بھی جواب اسی طرح پوری صراحت سے دو گے۔

آپ یہ بتائیں کہ کیا آج کل مردہ اولیاء سے قبر پرستوں کی دعا' قربانی' نذر' طواف' آہ وزاری اس امید پر نہیں ہوتی کہ وہ ان سے خوش ہو جائیں اور پھر ان کے حق میں اللہ سے سفارش کر دیں اور ان کے لئے اس تک رسائی کا ذریعہ بن جائیں؟؟

اس نے کہا: حقیقت حال تو یہی ہے جس سے انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا کہ پھر تو ہم دونوں گویا اس بات پر بھی متفق ہو گئے کہ فریقین میں اس ناحیہ سے بھی یکسانیت پائی جاتی ہے قبر پرست دعا' گریہ' قربانی اور طواف' کے ساتھ اپنے ولیوں کا رخ کرتے ہیں اور مشرکین انہیں سارے کاموں کو اللہ کو چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے معبودوں کے نام پر کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق غیر اللہ کی عبادت میں برابر کے شریک ہیں اور یہ کھلا ہوا شرک ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

کیا۔اس وضاحت۔ کے بعد بھی تمہارے یہاں اس بات کا اعتراف کر لینے میں کوئی رکاوٹ ہے کہ قبر پرست اپنے ان اعمال کی پاداش میں مشرک قرار دئے جائیں کیونکہ دونوں فریق کا حال از روئے قصد اور عمل کے بالکل یکساں اور متحد ہے؟؟

کیا بتوں اور مورتیوں کے پکارنے اور اولیاء وصالحین کے پکارنے میں کوئی فرق ہے؟

اس نے کہا: ہاں' عدم فرق کے اعتراف میں جو چیز میرے لئے مانع ہے وہ یہ کہ پہلے کے مشرکین ایسے بتوں اور مورتیوں کو پوجتے تھے جنہیں وہ خود اپنے ہاتھوں سے بناتے تھے اور ان کا اللہ کے یہاں کوئی وزن نہیں تھا جبکہ (یہ لوگ جنہیں آپ قبر پرست کہتے ہیں) ولیوں کو پکارتے ہیں اور ایسے بزرگوں سے فریاد کرتے ہیں جن کا اللہ کی نگاہ میں ایک مقام اور مرتبہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾(۱)

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ان پتھروں اور بتوں کو جنہیں مشرکین معبود بنا کر پوجتے تھے اور ان ولیوں اور بزرگوں کے درمیان جن کو لوگ صرف وسیلہ اور ذریعہ بناتے ہیں اور ان کے معبود ہونے کا قطعاً دعویٰ نہیں کرتے بڑا فرق ہے۔

میں نے عرض کیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی جب مجھے لگا کہ تم اس ڈگر پر چل پڑے ہو جو حق کی معرفت اور درستگی تک تمہاری رسائی کرا دے گا مگر بصد افسوس

(۱) یونس:۶۲

آپ تو پلٹ کر نئے سرے سے پھر کیچڑ میں جا گرے اور اس راہ کو اپنا بیٹھے جو منحرف اور پر پیچ ہو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری گفتگو ایک خالی حلقہ میں گھومتی رہے گی اس کا کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ وہیں پر پہونچا کرے گی جہاں سے شروع ہوئی تھی اور وہیں سے شروع ہوا کریگی جہاں پر ختم ہوئی تھی۔

تم نے دونوں فریوں کے درمیان جو یہ فرق بیان کیا ہے وہ انتہائی احمقانہ، ناسمجھی اور کوتاہ فہمی پر مبنی ہے اور تمہاری یہ دلیل اس قدر کمزور اور بودی ہے کہ غور وفکر کے قابل ہی نہیں چہ جائیکہ اس کو قبول کیا جائے۔

جمہور امت کے یہاں یہ بات معروف اور مشہور ہے۔ جیسا کہ یہ ایک مسلمہ قاعدہ بھی ہے۔ عبادت کے ساتھ غیر اللہ کی جانب متوجہ ہونا ۔ خواہ وہ عبادت جس قسم کی بھی ہو۔ اللہ کے ساتھ کفر اور شرک ہے جو اپنے کرنے والے کو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

چاہے وہ شخص جس کی جانب عبادت کے ساتھ متوجہ ہوا گیا ہے وہ اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا کوئی نبی ہو یا مقرب ترین فرشتہ ہو یا کوئی نیک ولی ہو یا گونگا پتھر یا پھر کوئی سرکش شیطان ہو، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس میں مسلمانوں کے نزدیک کوئی دورائے نہیں ہے۔

اور بلاشبہ تم بھی دوران گفتگو اس بات کا اعتراف کر چکے ہو کہ دعا، قربانی، نذر و نیاز، طواف یہ سب عبادت کی جنس سے ہیں۔

اس کے باوجود بتوں اور مورتیوں کی پوجا کو کفر وشرک سے تعبیر کرنا اور یہی چیزیں جب قبروں میں مدفون ولیوں کے لئے انجام دی جائیں تو اسے عبادت اور شرک نہ قرارر دینا تکلف و جانب داری اور جادہ حق سے قصداً انحراف کی ناکام کوشش اور ایک ایسی حقیقت کا

کھلا انکار ہے جو مانند آفتاب و ماہتاب بالکل روشن وتاباں ہے۔

تمہاری اس تفریق پر قرآن کریم یا مستند حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کی تائید کسی عقلی دلیل ہی سے ہو رہی ہے بلکہ یہ مجرد کبر ونخوت کے حاملین کی گھسی پٹی باتیں ہیں جس کے بارے میں میرا یہ گمان نہیں تھا کہ۔ اس طویل مناقشہ کے بعد بھی۔ تم اس کے اسیر رہو گے یا اس کی بھینٹ چڑھ جاؤ گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں نہ تو کبر وغرور کا اسیر ہوں اور نہ ہی انا کا شکار، مجھے بھی آپ ہی کی طرح اپنی رائے اور عقیدہ کو بیان کرنے کا پورا حق ہے چونکہ میں ان باتوں کو اب بھی درست مانتا ہوں اس ناطے اس کا قائل ہوں، اور دیکھئے ہم دونوں گفتگو کے آغاز ہی میں اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ ہم بحث ومباحثہ کھل کر کریں گے اور اس میں جانبداری کے شکار نہیں ہونگے بلکہ پوری صراحت کے ساتھ بلا کسی ہچکچاہٹ ہماری گفتگو ہوگی اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جذباتی نہ بنیں اور مجھے پوری آزادی کے ساتھ اپنی بات کہنے دیں البتہ اگر آپ کو میری پیش کی ہوئی باتوں میں سے کسی پر اعتراض ہے تو آپ کو اس بات کا پورا حق حاصل ہے کہ مدلل انداز سے اس کا رد کریں اور اسے باطل قرار دیں لیکن جھنجھلاہٹ اور جارحانہ گفتگو سے احتراز کریں کیونکہ یہ چیزیں مناقشہ کے لئے مضر ہوتی ہیں اور پھر جس مقصد کے لئے ہم نے مناقشہ کیا ہے وہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔

میں نے اس سے کہا: میں تمہاری اس بات سے متفق ہوں کہ بحث ومباحثہ کے دوران انفعالیت اور سخت کلامی مقصود تک پہونچنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔

میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ جن چیزوں کو میں گمرہی تصور کرتا ہوں اس سے تمہیں چھٹکارا دلا سکوں۔

پہلے کے لوگ اولیاء اور صالحین کی عبادت کرنے ہی کی بنا پر مشرک قرار دیئے گئے

چونکہ آپ اب بھی اپنی اسی بات پر بضد ہیں کہ مذکورہ دونوں فریق میں از روئے حکم امتیاز برتا جائے گا اور اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ آپ کی دلیل یا سچ کہیئے تو آپ کا شبہ یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ کے مشرکین از خود پتھروں سے بت اور مورتیاں تراشتے تھے اور پھر ان کی عبادت کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے جب کہ آج کے دور کے قبر پرست صرف اولیاء اور بزرگان دین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' نہ کہ بتوں اور مورتیوں کی طرف۔تمہارے اس کمزور شبہ کو دور کرنے کے لئے میں تیار ہوں اور میں یہ ثابت کروں گا کہ پہلے کے مشرکین کا حال آج کے دور کے قبر پرستوں سے کچھ بھی مختلف نہیں تھا کیونکہ وہ بھی ان ہی کی طرح قربانی، نذر و نیاز، طواف اور دعا وغیرہ کو انہیں ولیوں اور بزرگوں کے لئے روا رکھتے تھے جن کے بارے میں ان کا یہ گمان ہوتا تھا کہ یہ انتہائی نیک اور صالح لوگ ہیں اور وہ لوگ بھی۔حقیقت امر۔میں ولیوں اور نیک بزرگوں کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔

وہ بالذات بتوں اور مورتیوں کو نہیں پوجتے تھے بلکہ ان شخصیتوں کو پوجتے تھے جن کے ناموں سے مجسمے' بت اور مورتیاں منسوب ہوتیں اور بنائی جاتی تھیں جیسے (یغوث' یعوق' ودٗ نسر' سواع' لات' عزی)

باقی رہی دلیل اس بات کی کہ زمانہ قدیم کے مشرکین بھی آج کے قبر پرستوں کے مانند ولیوں اور بزرگوں کو پوجتے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو معبود بناتے تھے تو اس کی بھی دلیل

قرآن کریم میں موجود ہے مگر اس کی طرف تمہاری رہنمائی نہیں ہو پاتی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سبھوں کو اپنے اس قول میں مخاطب کیا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ﴾(۱)

واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو۔

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴾(۲)

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے' حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے' کاش وہ جان لیتے۔

پھر سبھوں کے لئے عبادت کے سلسلے میں ایک عام قاعدہ زمان ومکان کی قید کے بغیر ان لفظوں میں بیان کردیا:

﴿اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللہِ زُلْفٰی﴾(۳)

(۱) الاعراف:۱۹۴

(۲) العنکبوت:۴۱

(۳) الزمر:۳

خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

﴿قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ لَايَمْلِكُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًاوَّلَاضَرًّا﴾ (۱)

کہہ دیجئے کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے۔

﴿أَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِىْ مِنْ دُوْنِىْ اَوْلِيَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا﴾ (۲)

کیا کافر یہ خیال کئے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنا لیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لئے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ﴾ (۳)

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لئے ہیں (حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے۔

﴿قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ (۴)

(۱) الرعد:۶

(۲) الکھف:۱۰۲

(۳) الشوریٰ:۹

(۴) الانعام:۱۴

آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوا' جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور کسی کو معبود قرار دوں۔

مذکورہ آیات سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلے کے مشرکین ہو بہو آج کے قبر پرستوں کی طرح ولیوں او بزرگوں کو پکارا کرتے تھے اور انہیں میں سے کچھ کو معبود بنا کر ان کی پوجا دعا' قربانی' نذر' طواف' خوف' امید وغیرہ کے ذریعہ شروع کر دیتے تھے تاکہ یہ لوگ ان کے حق میں اللہ سے سفارش کر دیں اور اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ان کی رسائی کرا دیں۔

مشرکین بالذات بتوں کو نہیں پوجتے تھے:

بلاشبہ مورتیاں' بت' مجسمے اور اوثان جیسے (لات' عزیٰ' مناۃ' یغوث' یعوق' نسر) یہ تمام کے تمام اپنے نام کے حامل ولیوں اور بزرگوں کی نمائندگی کرتے تھے لہٰذا پہلے کے مشرکین بالذات ان بتوں اور مجسموں کو نہیں بلکہ ان میں کارفرما شخصیتوں کو پوجتے تھے جن سے ان کو کسی خیر کی امید ہوتی تھی اور ان کے بارے میں صالح اور ولی ہونے کا ان کا گمان ہوتا تھا اور یہ چیزیں صرف بطور نشانی ان کے ناموں پر رکھ لیتے تھے جیسا کہ آج کے دور کے قبر پرست کیا کرتے ہیں۔

مذکورہ وضاحت سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ دونوں فریق۔

قبر پرست اور پہلے کے مشرک ولیوں کی عبادت کرنے میں مساوی اور یکساں ہیں دونوں کے درمیان اگر کوئی فرق ہے تو صرف یہ کہ مشرکین اپنے ولیوں کے نام سے منسوب بتوں اور مجسموں کے ارد گرد ڈیرے ڈالتے' چکر لگاتے اور ان کا قصد اور توجہ کرتے تھے جبکہ

آج کے قبر پرست ان قبروں' تابوتوں' قبوں اور مزاروں کے اردگرد ڈیرے ڈالتے ہیں جوان کے اولیاء کے نام پر بنے ہوتے ہیں۔توجہ' قصد وارادہ' حاجت روائی وغیرہ کا اصل مرکز یہ بت' مورتیاں' مجسمے' قبریں' تابوت مشاہد ومزارات وغیرہ نہیں ہیں بلکہ وہ بزرگ اور ولی ہوتے ہیں جن کے نام اور علامت اور رمز کے طور پر یہ بت' مورتیاں' قبریں اور تابوت بنائے گئے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر آپ کسی ایسے قبر پرست سے جو کہ بدوی کے مزار سے واپس آرہا ہو پوچھیں آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ تو وہ آپ کو ضرور یہی جواب دے گا کہ خواجہ بدوی کی خدمت میں حاضری دے کر آرہا ہوں جبکہ حقیقت میں۔اس نے کبھی نہ تو بدوی کو دیکھا ہے اور نہ ہی ان سے اس کی کوئی ملاقات ثابت ہے وہ محض ان کی قبر یا اس تابوت کے پاس سے واپس آرہا ہے جوان کے نام پر بنایا گیا ہے' بعینہ یہی چیز زمانہ قدیم کے مشرکین کے یہاں تھی وہ بھی۔حقیقت میں۔(بالذات لات' یغوث' یعوق) سے ملنے نہیں بلکہ ان بتوں' مجسموں اور مورتیوں کی زیارت کے لئے جاتے تھے جوان اولیاء کے نام سے بنی ہوئی تھیں یا ان لوگوں کے نام سے بنی ہوئی تھیں جن کو یہ ولی خیال کرتے تھے۔

بتوں کو نیک لوگوں کے نام پر نصب کیا جاتا تھا:

اس نے کہا: تم نے اس بات کی دلیل کہاں سے دریافت کر لی کہ پہلے کے مشرکین بالذات پتھر' سونا' پیتل کے بنے بتوں مورتیوں اور مجسموں کی نہیں بلکہ ان ولیوں اور بزرگوں کی عبادت کرتے تھے جن کے نام پر یہ چیزیں نصب ہوتی تھیں؟

میں نے اس سے کہا: جہاں تک بات رہی قطعی دلیل کی تو آپ اسے قرآن کی ان

گزشتہ آیتوں سے۔اگر آپ کو توفیق مل جاتی۔سمجھ سکتے تھے جن کو بحث کے دوران میں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں اور جو کسی ادنیٰ شک کی گنجائش چھوڑے بغیر یہ ثابت کرتی ہیں کہ زمانہ قدیم کے مشرکین اولیاء اور بزرگوں ہی کی عبادت کرتے تھے۔لیکن پھر بھی مزید ابلاغ اور اتمام حجت نیز ہر اس شبہ کے ازالہ کے خاطر جو تمہیں لاحق رہ سکتا ہے یا تم اس کے پاس تھوڑا سا ٹھہر سکتے ہو انشاء اللہ میں مزید ایسی دلیلیں ذکر کروں گا جس سے ہماری باتوں کی پوری تائید ہوگی اور اس آخری شبہ تک کی دھجیاں اڑادینگی جس سے تم اپنی رائے پر اڑے رہنے کے لئے چمٹے رہ سکتے ہو۔

یغوث' یعوق اور نسر قوم نوح کے نیک لوگ تھے:

(۱) بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں: نوح کی قوم میں جو بت پوجے جاتے تھے اخیر میں وہ عرب لوگوں میں آ گئے (ود) قبیلہ بنو کلب کا بت تھا (دومۃ الجندل) میں اور (سواع) قبیلہ ہذیل کا بت تھا اور (یغوث) پہلے قبیلہ مراد والوں کا بت تھا پھر آگے چل کر بنی غطیف کا ہو گیا جو (حوف یا جرف) نامی جگہ پر ملک سبأ میں آباد تھے۔

اور (یعوق) قبیلہ ہمدان کا بت تھا' اور (نسر) قبیلہ حمیر کا بت تھا جسے خاص کر ذی الکلاع کی اولاد پوجتی تھی یہ سب چند نیک بخت شخصوں کے نام ہیں جو نوح کی قوم میں تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے لوگوں کے دل میں یہ شوشہ ڈالا کہ جن مجلسوں (خانقاہوں) میں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں یادگار کے طور پر ان کے نام کے بت بنا کر کھڑے کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا (یعنی صرف یادگار کے لئے بت رکھے) ان کی

پوجا نہیں کی لیکن جب یہ یادگار بنانے والے بھی رفتہ رفتہ انتقال کر گئے اور بعد کی نسلوں کو یہ شعور نہ رہا کہ ان بتوں کو صرف یادگار کے لئے بنایا گیا تھا تو ان کو پوجنے بھی لگ گئے (۱)

(۲) ابن عباس ہی کے قول کے بمثل کلبی اپنی کتاب (الأصنام) کے صفحہ ۵۲ پر یوں رقمطراز ہے: ''پھر تیسری نسل آئی اس وقت لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہمارے اسلاف نے ان بزرگوں کی تعظیم وتکریم صرف اس امید پر کی کہ یہ لوگ اللہ کے یہاں ان کے حق میں سفارشی ہونگے اس طرح یہ لوگ ان کو پوجنے لگے''۔

(۳) اور محمد بن کعب (ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر) کے بارے میں ان لفظوں میں اظہار خیال فرماتے ہیں: یہ سب قوم کے چند نیک بخت شخصوں کے نام ہیں جو آدم اور نوح علیہم السلام کی درمیانی مدت میں اس دنیا میں تشریف لائے جب یہ لوگ وفات پا گئے تو اپنے پیچھے کچھ ایسے متبعین کو چھوڑا جو انہیں کی اقتداء کرتے اور انہیں کے طریقے پر چلتے اور ہو بہو عبادت میں انہیں کی نقالی کرتے تھے' ایک دن ابلیس ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ پرفریب مشورہ دیا: آپ لوگ اگر ان بزرگوں کے مجسمے کھڑے کر لیں تو یہ چیز تمہارے لئے عبادت میں زیادہ پرشوق اور چاشنی کا باعث ہوگی' ابلیس کے دام فریب میں آکر انہوں نے یہ کام انجام دے ڈالا ان کے بعد پھر دوسری نسل آئی اور ابلیس نے ان کو یہ کہہ کر مغالطہ میں ڈالا کہ تمہارے پیش روان کی عبادت کیا کرتے تھے پھر یہ لوگ بھی ان کو پوجنے لگے''۔

(۱) صحیح بخاری/التفسیر: ۴۹۲۰ اب تک کی گفتگو سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ غیر اللہ کی جس پرستش کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کے لوگوں کو مشرک گردانا اور ان کی سرزنش وہ دعا' قربانی' نذر' طواف' خوف' اور امید وابستہ کرنا ان بتوں اور مورتیوں سے جو ولیوں اور بزرگوں کے نام سے منسوب تھیں

بتوں کی پوجا کب سے شروع ہوئی؟

یہی وہ اسباب تھے جو بتوں کی عبادت کے سلسلے میں پیش خیمہ ثابت ہوئے چونکہ یہ مجسمے مسلم قوم کے چنیدہ بزرگوں کی یاد میں نصب کئے گئے تھے اس لئے ان کو انہیں کے ناموں پر موسوم کیا گیا۔

ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت کرتے ہوئے ان کا یہ قول نقل کیا ہے: (یہ سب قوم کے چنیدہ بزرگ تھے جو آدم اور نوح علیہم السلام کی درمیانی مدت میں اس دنیا میں تشریف لائے ان کے کچھ پیروکار بھی تھے جو ہو بہو نیک اعمال میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے یکایک ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم ان بزرگوں کے مجسمے کھڑے کر لیں تو یہ چیز ہمارے لئے عبادت میں زیادہ رغبت اور شوق کا باعث ہوگی پھر انہوں نے ان کے ناموں کے بت نصب کر دئے)

بت پرستی کے آغاز کے سلسلے میں لگ بھگ کچھ اسی طرح کا خیال عکرمہ' ضحاک' قتادہ اور ابن اسحاق کا بھی ہے۔

لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا:

(۴) لات نامی بت کے تعلق سے امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''زمانہ جاہلیت میں لات نام کا ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا'' ابن الکلبی کا بیان اس کی کتاب (الاصنام) صفحہ ۱۶ میں درج ہے کہ لات بت طائف میں نصب تھا' وہ مناۃ سے نیا تھا اور وہ ایک چوکور مضبوط بھاری پتھر تھا' اس کے پاس ایک یہودی ستو گوندھا کرتا تھا' یہ ابن عباس کے قول کے قریب تر ہے۔

(۵) امام شہرستانی۔صاحب کتاب ''الملل والنحل'' فرماتے ہیں: (کہ بتوں کا جہاں کہیں مقرر ہوا رکھ دینا وہ کسی نہ کسی ایسے معبود کے نام پر ہوتا ہے جو باحیات ہو مگر غائب ہوتا کہ اس کی شکل وصورت اور ہیئت وقالب پر بنایا گیا بت اس کا نائب اور قائم مقام ہو سکے ورنہ یہ بات بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ کوئی بھی عقل منداپنے ہی ہاتھ سے کوئی مجسمہ یا صورت تراش کر اس کے معبود ہونے کا اعتقاد یوں نہیں رکھے گا)(۱)

مگر جب قوم کے لوگوں نے اللہ کی جانب سے بلا کسی اجازت اور حجت و برہان کے کسی مجسمے کی طرف توجہ یا رخ کر کے کھڑے رہنے کی ٹھان لی اور اپنی ضروریات کو ان سے باندھ لیا،ان کی طرف متوجہ ہونے لگے تو ان کا یہی عکوف ان معبودوں کے لئے ان کی عبادت ہو گیا نیز ان سے اپنی ضروریات طلب کرنا ان کے الٰہ اور معبود ہونے کا ثبوت بن گیا اسی سلسلے میں ان کا یہ قول ہے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (۲)
ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں۔

کیا اس کے بعد بھی تمہارے پاس اس مسئلہ میں شک کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ بتوں کو کچھ ایسے لوگوں کے ناموں پر ہی نصب کیا گیا تھا جن کے بارے میں ان کی قوم کا اعتقاد تھا کہ وہ بڑے نیک تھے لہٰذا وہ ان سے محبت کرتے تھے اور یہ کہ بذات خود ان بتوں کی عبادت نہ کی گئی بلکہ ان بزرگوں کی عبادت کے ضمن میں کی گئی جن کے ناموں پر ان کو نصب کیا گیا تھا۔

(۱) الملل والنحل ۳/۲۵۱، ۲۵۲ بحوالہ حاشیہ الفصل لابن حزم

(۲) الزمر:۳

ایک قبر پرست کا ایک بڑا شبہ اور اس کا ازالہ:

اس نے کہا۔اور اس کے چہرے پر اعتراف اور رضا مندی کے آثار میری وضاحت اور پیش کردہ باتوں کے سلسلے میں نمایاں تھے۔:لیکن ابھی بھی اس معاملہ میں بہت سارے اشکالات اس کے یہاں موجود تھے۔

میں نے اس سے عرض کیا: تم اپنے اشکال کو ایک ایک کر کے ہمارے سامنے واضح کرو انشاء اللہ تمہارے تمام شبہات کا جواب دے کر میں تمہیں مطمئن کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

اس نے کہا: آپ نے قرآنی آیات اور متعدد آثار کو پیش کر کے یہ بات ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ زمانہ قدیم کے مشرکین بھی اولیاء اور صالحین کو پوجتے تھے تا کہ علی سبیل القیاس آپ یہ بھی ثابت کرسکیں کہ قبوری۔تمہاری اصطلاح میں۔اسی طرح اولیاء اور صالحین کو پوجتے ہیں۔

لیکن جن آیتوں کو آپ نے بطور دلیل پیش کیا ہے ان میں یہ کہا گیا ہے کہ مشرکین بالذات انہیں بتوں کی حقیقی پوجا کیا کرتے تھے کیونکہ اگر وہ صرف ان ولیوں اور بزرگوں کو پوجتے جن کے نام سے یہ بت موسوم تھے تو ضرور اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کو ہمارے لئے بیان کرتا اور اگر وہ مشرکین صرف اولیاء کی عبادت کرتے تھے اور اپنے لئے سفارش کے سلسلے میں ان بتوں پر بھروسہ نہیں کرتے تو قرآن مجید میں مشرکین کے لئے ڈانٹ اور پھٹکار ولیوں کے پوجنے تک محصور ہوتی لیکن قرآنی آیات اس کے برعکس بیان کرتی ہیں کیونکہ تمام زجر وتوبیخ جوان مشرکوں کے لئے اس موضوع کے تعلق سے قرآن مجید کے اندر

آئی ہوئی ہیں تقریباً سب کے سب بتوں، مورتیوں اور استھانوں وغیرہ کی عبادت سے ان کو منع کرنے پر مرکوز تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (۱)

پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہئے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اِفْکًا﴾ (۲)

تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو۔

﴿وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا مَّوَدَّۃَ بَیْنِکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ (۳)

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیوی دوستی کی بنا ٹھہرالی ہے۔

﴿فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَّهُمْ﴾ (۴)

پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے تھے۔

(۱) الحج ۳۰

(۲) العنکبوت ۱۷

(۳) العنکبوت ۲۵

(۴) الاعراف ۱۳۸

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ (۱)

ابراہیم کی یہ دعا بھی یاد کرو) جب انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً﴾ (۲)

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے؟

﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰکِفِیْنَ﴾ (۳)

انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی، ہم تو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں۔

﴿وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ﴾ (۴)

اور اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دوگے ایک چال چلوں گا۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰکِفُوْنَ﴾ (۵)

(۱) ابراہیم ۳۵

(۲) الأنعام ۷۴ (۳) الشعراء ۷۱

(۴) الأنبیاء ۵۷ (۵) الأنبیاء ۵۱-۵۲

یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ بوجھ بخشی تھی اور ہم اس کے احوال سے بخوبی واقف تھے۔ جبکہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو کیا ہیں۔

یہ آیات ان بے شمار آیات میں سے چند ہیں جو اس بات پر روشنی ڈال رہی ہیں کہ مشرکین بالذات بتوں اور مورتیوں کو پوجتے تھے اور اسی بنا پر صراحت کے ساتھ قرآن حکیم میں بتوں اور مورتیوں کو پوجنے سے روکا گیا اور اسی طرح یہ ممانعت شامل ہے ولیوں کو بھی بالذات پوجنے سے۔

بتوں کی پوجا دراصل ولیوں کی پوجا ہے

میں نے اس سے عرض کیا: ہاں بتوں کی پوجا اور اولیاء کی پرستش دونوں کا انکار ثابت ہوتا ہے' اور یہی چیز پوری صراحت سے قبوریوں کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کا قصور وار بھی ٹھہراتی ہے کیونکہ وہ اولیاء کی عبادت کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں اگر صرف غیر اللہ کی عبادت سے ممانعت آئی ہوتی اور اس کے ساتھ ولیوں کو چھوڑ کر صرف بتوں کا تذکرہ ہوتا تب بھی ہم ان قبر پرستوں کو ولیوں کا پجاری قرار دیتے کیونکہ یہ اولیاء بھی تو غیر اللہ ہی ہیں اور ان کی طرف قبر پرست بعینہ وہی عبادتیں لیکر متوجہ ہوتے ہیں جو کفار لے کر اپنے بتوں کا رخ کرتے ہیں جیسے (دعا' قربانی' نذر خوف اور رجا) لیکن یہ تو اس مفروضہ کی صورت میں ہے کہ مشرکین صرف پتھر' پیتل' سونا اور دیگر جمادات کے بنے ہوئے بتوں کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔

جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ مشرکین بالذات ولیوں اور بزرگوں کو پوجتے تھے اور بذات خود ان بتوں مورتیوں اور مجسموں کو نہیں کیونکہ ان

کی عبادت دراصل ان حقیقی معبودوں کے تابع تھی جو ان کی قوم کے اولیاء اور نیک اور صالح لوگوں میں سے ان کے معبود تھے اور ان کے ناموں سے انہوں نے ان بتوں مورتیوں اور مجسموں کو موسوم کر رکھا تھا' اور یہ بات میں تم سے اس سے پہلے بھی دلائل قطعیہ کی روشنی میں بیان کر چکا ہوں۔

اسی ناطے اللہ تعالیٰ کبھی انہیں بتوں کا پجاری اور کبھی ولیوں کا پجاری کہہ کر مخاطب کرتا ہے' پس وہ بت پرست ہیں کیونکہ وہ بتوں کے اردگرد چکر کاٹتے' طواف اور گھیرے ڈالتے ہیں ساتھ ہی ان کو خوش کرنے کے لئے ان کے نام پر بہت سے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور وہ اولیاء پرست بھی ہیں کیونکہ ان بتوں کو پکارنے سے ان کی مراد ان اصل ولیوں کو پکارنا ہوتا ہے جن سے یہ اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں اور جن کو اللہ کے یہاں سفارشی اور واسطہ مانتے ہیں جبکہ اللہ نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

بعینہ یہی حال آج کے دور کے قبر پرستوں کا بھی ہے وہ آستانوں اور مزاروں کے پردوں کو چومتے چاٹتے ہیں اس کے اردگرد طواف کرتے ہیں' مردوں کی قبروں پر قبہ بنواتے ہیں اور اس کو خوب خوب مزین کرتے ہیں اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اس طرح وہ لوگ واضح طور پر قبر پرست ہیں اور ضمنی طور پر اولیاء پرست۔

پھر یہ کہ وہ آستانوں کا طواف کرتے ہوئے اس میں مدفون شخص کو پکارتے ہیں ان سے مدد اور فریاد طلب کرتے ہیں اس کی دہائی دیتے ہیں لہٰذا وہ واضح طور پر اولیاء پرست اور ضمنی طور پر قبر پرست قرار پائیں گے۔

اگر آپ ان کو قبر پرست کہیں تو حق بجانب کیونکہ وہ قبروں کے ساتھ پرستش کا معاملہ

کرتے ہیں اور اگر آپ ان کو اولیاء پرست قرار دیں تب بھی حق بجانب ہونگے کیونکہ وہ عبادت کی چیزیں اولیاء کے لئے بھی روا رکھتے ہیں مثلاً دعا، نذر، قسم، خوف وامید، وغیرہ۔ مذکورہ دونوں حالتوں میں وہ شرک اکبر کے مرتکب ہورہے ہیں۔

اور اگر آپ انہیں تو ہم اور خواہش پرست کہیں تو بھی حق بجانب ہوں گے کیونکہ قبر پوجنے والا شخص بلا شبہ اپنی خواہش نفس میں مبتلا ہوکر گمراہ اور اس کا غلام ہوجاتا ہے، اسی طرح قبر پرست قبر میں مدفون شخص کا تصور کرکے اس کے لئے وہ سب کچھ کرتا ہے جو کچھ اس کی خواہشات کہتی ہے۔(۱) غور فرمائیں استاذ عبد الرحمٰن وکیل نے اپنی کتاب (دعوۃ الحق صفحہ۶۲) میں مزید کیا فرمایا ہے:

مشرکین کے معبودوں سے متعلق من وما (کون اور کیا) کا استعمال اور اس کی تحقیق

ان معبودوں کے تعلق سے قرآن کا ایک ہی واقعہ میں کہیں (من) اور کہیں (ما) استعمال کرنے کا راز یہی ہے۔

یا ایک ہی واقعہ میں دو الگ الگ الفاظ جن میں سے ایک کی دلالت عاقل پر اور دوسرے کی دلالت غیر عاقل پر ہے استعمال کرنے کی وجہ یہی ہے۔

چنانچہ لفظ ''ما'' جو غیر عاقل کے لئے ہے اس کے ذریعہ تعبیر لائی گئی تو اس سے مراد وہ مورتیاں اور بت ہیں جو ولیوں کے نام پر نصب کئے گئے ہیں(۱،۲)

اور دونوں تعبیریں ایک دوسرے سے صرف اسی معنیٰ میں مختلف ہیں ورنہ دونوں کی

(۱،۲) دعوۃ الحق صفحہ۶۲

دلالت اس (غیر) پر ہوتی ہے جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جائے۔

معلوم ہوا کہ (من) کے ذریعہ جب تعبیر ہو تو بالذات اولیاء مراد ہوں گے اور جب (ما) کے ذریعہ خطاب ہو تو وہاں پر خاص طور سے بت یا قبریں مراد ہوں گی جو ولیوں کے نام سے وجود میں آئی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ مَنْ لَايَسْتَجِيْبُ لَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾(۱)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں۔

اور اسی سورۃ میں اس سے قبل والی آیت میں ''ما'' کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿قُل اَرَئَيْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ أَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾(۲)

آپ کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے۔

غور فرمائیں ان دونوں آیتوں میں ایک ہی چیز کے لئے ''من'' اور ''ما'' کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

پس تمہیں قبر پرست حق کو باطل سے گڈمڈ کرکے دھوکے میں نہ ڈال دیں، ان کا یہ خیال ہے کہ جاہلیت کے شرک کا اصل سبب بتوں کو پکارنا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (ما) کے ذریعہ بیان فرمایا ہے جو غیر عاقل کے لئے ہے جبکہ ہم بتوں کو نہیں بلکہ ولیوں کو پکارتے ہیں۔

(۱) الاحقاف۵

(۲) الاحقاف۴

اور تم قرآن حکیم کے ذریعہ (من اور ما) کے تعبیری راز سے آگاہ ہو چکے ہو اور تم یہ بھی جان چکے ہو کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ ایک ہی مقام پر (من اور ما) دونوں سے تعبیر فرماتا ہے اور ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کرتا ہے جیسا کہ میں تم کو بتا چکا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ اِبْرَاهِيْمَ • إِذْ قَالَ لِأَبِي وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ • قَالُوْا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ • قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ إِذْ تَدْعُوْنَ • أَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ أَوْ يَضُرُّوْنَ • قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآءَ ابَآءَ نَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ • قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ • أَنْتُمْ وَءَابَآؤُكُمُ الْأَقْدَمُوْنَ • فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (۱)

انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ بھی سنا دو جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی' ہم تو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ یا تمہیں نفع نقصان بھی پہونچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو اپنے باپ داداوں کو اسی طرح کرتے پایا۔

آپ نے فرمایا کچھ بھی خبر ہے جنہیں تم پوج رہے ہو؟ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا' وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے۔

غور فرمائیں انہوں نے جب اپنی تعبیر میں (مؤنث کا صیغہ) ''لھا'' استعمال کرتے ہوئے فرمایا: ''نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین''، ہم تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور برابر

(۱) الشعراء ۶۹۔۷۷

ان کے مجاور بنے بیٹھے رہتے ہیں۔ تو فوراہی ابراہیم (علیہ السلام) نے (جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے) فرمایا: ''ھل یسمعونکم '' کیا وہ تمہاری باتوں کو سنتے بھی ہیں؟ تا کہ یہ بات جان لی جائے کہ اس سے (ابراہیم علیہ السلام) کا مقصود وہ لوگ تھے جن کے نام پر یہ بت نصب کئے گئے تھے' اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ان سے ''ھل تسمعکم ''یعنی مؤنث کے صیغے کے ذریعہ خطاب فرماتے پھر آگے بھی انہوں نے مذکر کے صیغے استعمال کئے ﴿افرایتم ما کنتم تعبدون﴾ کچھ بھی خبر ہے جن ''لوگوں'' کو تم پوج رہے ہو؟ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا ''فانھم عدو لی الا رب العالمین'' وہ سب میرے دشمن ہیں بجز اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے۔

اس سے بھی تمہیں سمجھنا چاہئے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کا مقصود بت اور جن کے نام پر یہ نصب کئے گئے تھے وہ سبھی تھے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو ابراہیم (علیہ السلام) (فانھم) کے بجائے (فانھا) مؤنث کا صیغہ استعمال کرتے کیونکہ ''ھم'' کی ضمیر عربی زبان میں عاقل یعنی (بنو آدم) کے لئے لائی جاتی ہے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک ہی قصہ کے ضمن میں وارد آیات میں کبھی مشرکین کے معبودوں کو ایسے لفظ سے ذکر کرتا ہے جو ذوی العقول (یعنی انسانوں) کے لئے ہیں اور کبھی اس کے برعکس بھی جیسا کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ مشرک ایک ولی کو پوجنے کے لئے کئی معبودوں کو پوجتا ہے کچھ بت کی شکل میں معبود کبھی کچھ قبروں کی شکل میں جو ولیوں کے نام پر وجود میں آئی ہیں اور کچھ ان پردوں کی شکل میں جو اس کے ولی معبود کے مزار پر لٹک رہے ہوتے ہیں وغیرہ۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ آخر وہ کیا اسباب تھے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ان کو من گھڑت معبودوں کے پجاری، اللہ کے ساتھ ساجھی دار اپنانے والے 'مورتیوں' بتوں اور اسٹیچوؤں کے پجاری کے خطاب سے انہیں پکارا۔ یہ تمام چیزیں اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ یہ ساری کی ساری چیزیں ولیوں کی عبادت سے پیدا ہوئیں اور صالحین کی محبت میں غلو ہی وہ اصل فتنہ ہے جو شرک کے فروغ اور انتشار کا اصل سبب بنا۔

اس لئے جب آپ مشرکوں کے معبودوں کی بابت تعبیر میں اختلاف پائیں تو سمجھ لیں کہ دراصل اس کی وجہ اعتبارات کا اختلاف تھا ورنہ چیز تو ایک ہی تھی جس کی تعبیر مختلف پیرائے سے کی گئی، رہی یہ بات کہ وہ کون کون سے اعتبارات تھے جن کے باعث معبودان باطلہ کے ناموں میں اختلاف آیا تو اس کے لئے بھی استاذ عبدالرحمٰن وکیل کی کتاب (دعوۃ الحق) میں ان کا درج ذیل کلام ملاحظہ فرمائیں موصوف فرماتے ہیں: مشرکین جس کی عبادت کرتے ہیں اس کو کبھی (ولی) کی صفت سے موصوف کیا گیا اس اعتبار سے کہ لوگ دعا وغیرہ کے ساتھ اس کو لازم پکڑتے تھے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی اصلی وصف ہے بھی اور کبھی اس کو (شریک) کہا گیا اس اعتبار سے کہ لوگوں نے اس کو اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک کر دیا اور کبھی اسے (الہ) کہا گیا اس اعتبار سے کہ لوگوں نے وہ ساری چیزیں اس کے لئے روا رکھیں جو معبود حقیقی کے لئے ہونی چاہئے تھیں مثلاً عبادت خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں اس کی پناہ میں آنا اور اس سے مدد کی فریاد کرنا اور کبھی اسے (بت) اور (مورت) اور (مجسمہ) سے موصوف کیا گیا عین واقع کو دیکھ کر یا ان چیزوں کو دیکھ کر جو ولیوں کے نام پر بنائی گئی ہیں اس کو (طاغوت) کے وصف سے بھی

متصف کیا گیا اس اعتبار سے کہ اسی چیز نے انہیں بھٹکایا اور پھر انہوں نے اس کے ذریعہ دوسروں کو گمراہ کیا اسے (شیطان) قرار دیا کیا گیا اس اعتبار سے کہ وہی غیر اللہ کی عبادت میں ڈالنے کا محرک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا﴾ (۱)

یہ تو اللہ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔

غور فرمائیں ایک ہی آیت میں پہلے عورت اور پھر شیطان سے تعبیر کیا۔

اللہ کے دوست ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے عرض کیا: ﴿یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ﴾ (۲)

میرے ابا جان آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں۔

اور کبھی اس کو (ظن) وہم بتایا اس اعتبار سے کہ لوگوں نے ان سے فائدہ اور نقصان کا گمان کیا، اور کبھی اس کو (ھوی) قرار دیا اس اعتبار سے کہ انہوں نے اس کی عبادت خواہشات نفس میں پڑ کر کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ﴾ (۳)

اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کررہے ہیں کس چیز کی اتباع کررہے ہیں۔ محض بے سند خیال کی اتباع کررہے ہیں اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں۔

(۱) النساء ۱۱۷

(۲) مریم ۴۴

(۳) یونس: ٦٦

﴿ اِنْ یَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَھْوَی الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَآءَ ھُمْ مُن رَّبِّھِمْ الْھُدی﴾(۱)

یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے۔

﴿اَفَرَءَ یْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰھَه' ھَوَاہُ وَأَضَلَّه اللّٰهُ عَلیٰ عِلْمٍ﴾(۲)

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔

ان کے معبودوں کو مجرد (اسماء) کہا گیا جن کے مسمیٰ کا وجود نہیں یہ تعبیر حقیقت کے اعتبار سے ہے کیونکہ انہوں نے گرچہ ان کا نام ولی رکھ دیا لیکن حقیقت میں ولی تو صرف اللہ ہے نہ کہ وہ۔ اسی طرح ان کے معبودوں کو (شفعاء) یعنی سفارشی کہا گیا جب کہ شفاعت کا حامل صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَا اَنْتُمْ وَءَ ابآ ؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ﴾(۳)

اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جن کو تمہارے باپ داداؤں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

ہوشیار رہو تا کہ مشرکین اپنے معبودوں کے مختلف اوصاف بیان کر کے تمہیں کہیں

(۱) النجم: ۲۳

(۲) الجاثیۃ: ۲۳

(۳) یوسف: ۴۰

فتنہ میں نہ ڈال دیں اس لئے کہ یہ سارے اوصاف ایک ہی موصوف کے ہیں جس کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں اسی طرح اختلاف تعبیر کے فتنہ سے بھی آگاہ رہو اس لئے کہ یہ مختلف تعبیریں ایک ہی چیز کی ہیں' اور اب آج کے دور کے مشرکین کے لئے کوئی یہ عذر لنگ پیش نہ کرے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بتوں کی عبادت اور ان کو معبود سمجھنے کے ناطے مشرک قرار پائے جبکہ آج کے دور میں یہ لوگ صرف ولیوں کو پکارتے ہیں کیونکہ حق قرآنی بیانات سے مانند آفتاب اب اس قدر روشن و تاباں ہو چکا ہے کہ جب جب وہ حق پر غلبہ اور جیت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ باطل کی تہ بتہ تاریکیوں کو کافور کر دے گا۔